بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً (بخاری شریف)

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر

اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر (اقبالؒ)

کُلیاتِ فقیر

یعنی

کلام بلاغتِ نظام جناب حکیم غلام محی الدین شاہ صاحب فقیرؔ سوپوری

مرتبہ

جناب الحاج مولانا شوکت حسین کینگ صاحب (قادری) استاذِ حنفی عربی کالج نور باغ سرینگر
رُکن انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر

(ناشر)

وینس پبلشنگ ہاؤس

(رحمت آباد) پی سی ڈپو سرینگر (Ph. 490803)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال رسول اللہ ﷺ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً (بخاری شریف)

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر
اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر (اقبالؒ)

کُلیاتِ فقیر

یعنی

کلام بلاغتِ نظام جناب حکیم غلام محی الدین شاہ صاحب فقیرؔ سوپوری

مرتبہ

جناب الحاج مولانا شوکت حسین کینگ صاحب (قادری) استاذِ حنفی عربی کالج نور باغ سرینگر
رُکن انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر

﴿ناشر﴾

وینس پبلشنگ ہاؤس

(رحمت آباد) پی سی ڈپو سرینگر (Ph. 490803)

مختصر کوائف

نام کتاب : کلیاتِ فقیر

موضوع :

مصنف : حضرت حکیم غلام محی الدین شاہ فقیرؔ سوپوری

مرتب : الحاج مولانا شوکت حسین کینگ (قادری) صاحب

ناشر : وینس پبلشنگ ہاوس (رحمت آباد) سرینگر

تعدادِ صفحات ۷۵

اظہارِ تشکر و امتنان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمَانِ الرَّحِیۡم نَحۡمُدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

یٰۤ اَیُّھَا الَّذِ یۡنَ اٰمَنُوۡ ااتَّقُوۡااللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡ مَعَ الصّٰدِقِیۡن۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡم

امابعد!

جب سے میں نے آنکھ کھولی ہے میں نے اپنے اردگرد کے ماحول کو ایک ہیجانی کیفیت والے ماحول میں پایا چونکہ والد صاحب کی طرف سے نسباً کرمانی سادات سے اور والدہ کی طرف سے سلسلہ قادریہ کے ساتھ تعلق کی بناء پر میرے وجود کے کسی کونے میں وِراثتاً اپنے اسلافِ کرام کے فکر کی چنگاری چمک رہی تھی جو اس ہیجانی کیفیت سے نکل کر ایک ایسی پاک صحبت کو ڈھونڈ رہی تھی جسمیں حقیقت پسندی، سادگی وللّٰہیت ہو جو ہمارے اسلاف کرام کا وِرثہ رہ چکی ہے یعنی میرے وجود کی وہ چنگاری اپنے اصل مسکن کی تلاش میں تھی اس سلسلے میں بہت ساری تنظیموں اور افراد کی طرف رجوع کیا لیکن قلب سے صدائے "لا احب الافلین" ہی بلند ہوئی۔ یہ سب حضرات اپنے اپنے مکتبہ ہائے فکر" بالفاظ دیگر (اپنی اپنی کمپنیوں)" کی نیک نامی کیلئے ہی دین اور اسلام کی آڑ لیکر ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنے میں مشغول نظر آئے۔ ذہن کا خلجان دھیرے دھیرے بڑھ کر زبان پر ایک سوال کی صورت میں ابھرا۔ سوال یہ تھا کہ کیا پھر سے وہ اسلام ہم دیکھ سکتے ہیں جو تنظیمی، لسانی ووطنی تعصّبات سے پاک وصاف ہو جس طرح کہ سلف صالحین ان تمام

تعصبات سے دور رہ کر یہاں کے اندھیارے دلوں میں ایمان کے چمکتے چراغ فروزاں کر کے چلے گئے۔

اسی ذہنی کشمکش کے دوران ایک روز ماما جی نے یہ نانا جیؒ کا فارسی دیوان شایع کرنے کے لئے دیدیا چونکہ نانا جیؒ سے ایک خونی رشتہ کی بناء پر میں اس کتاب کو بار بار اپنی آنکھوں کو ملتا رہا چونکہ میں نے انکو دیکھا نہ تھا لیکن آج ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے میں نانا جیؒ سے باتیں کر رہا ہوں۔ یہ دیوان اگر چہ فارسی میں ہے میں نے ''فارسی کی پہلی'' کا قاعدہ مولانا احمد سعید صاحب شاہ لولابی کے پاس پڑھا تھا۔ اور یہ دیوان فارسی لغت کا اعلیٰ پایہ کا شاہکار ہے اسلئے اسکا پڑھنا میرے لئے محال ہی تھا البتہ طالب علمانہ بے ادبی کی بناء پر چند اشعار پڑھ ہی لئے اور انکو پڑھ کر میں کافی حد تک حیران رہا کیونکہ ایسی باتیں آج کے معاشرہ میں بالکل مفقود ہیں۔

مثلاً نانا جیؒ نے غوث پاکؒ کی شان میں منقبت شریف لکھی ہے جسکا پہلا شعر یعنی مطلع اس طرح ہے ۔

''درام سگ کوئے تو نشانِ طوق بگردن ۔ ہر صبح و مساور دِ زباں یا شہہ جیلانؒ

اسی طرح کے اکثر اشعار ایسے ہیں جنکے پڑھنے سے میرے دل کے اندر پیدا ہوئی اس انتشاری کیفیت کو جیسے سکون میسر ہوتا گیا۔ بہر حال یہ فارسی دیوان اپنے ماما جی جناب حکیم غلام مصطفیٰ شاہ صاحب کلیم سوپوری سے حاصل کر کے سب سے پہلے اپنے استاذ محترم عالی جناب مولانا احمد سعید شاہ لولابی، حال سرینگر کی خدمت میں پیش کیا حضرت استاذ محترم بڑے خوش ہوئے بڑی دیر تک تعریف کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ ایسا کلام آج

کے دور میں شاذ و نادر ہی ملتا ہے اس کلام سے اسلاف کرام کی خوشبو آرہی ہے۔ ہر لفظ پر تصوف کا گہرا رنگ نظر آرہا ہے۔ استاذِ گرامی کے ان الفاظ سے میرے حوصلے بلند ہوئے اگر چہ اپنے ننھال سوپور میں چند بزرگوں سے حکیم صاحب ؒ کی عظمت کے بارے میں اکثر سنتا آرہا تھا لیکن آج میں خود انکا کلام ذی شان دیکھ رہا تھا اور کلام خود اپنے متکلم کی شان بیان کر رہا تھا۔ اسی طرح کئی اور اصحاب کے پاس بھی یہ دیوان لے گیا۔ ہر ایک نے اس کلام کو سراہا اور اسکو چھاپنے کی تحریک دیتے رہے لیکن ایک روز ایک اور عالم صاحب کی معیت میں بانڈی پورہ جا رہا تھا کہ میں نے یہ کتاب نکال کر انکو دکھائی انہوں نے چند ورق الٹ کر گاڑی کے آگے والے ڈیش پر پھینک دی۔ تبصرہ تو انہوں نے اس پر کچھ کیا نہیں البتہ اظہارِ ناپسندیدگی آشکارا ہو رہی تھی اگر چہ اس واقعہ سے میرے دل پر ایک گہری چوٹ سی لگی لیکن وہ شعر بھی جلد ہی یاد آیا کہ ؎

قدرِ زر زرگر بداند

قدر جوہر جوہری

الغرض یہ کتاب کھرے اور کھوٹے کی پہچان کرا رہی تھی اپنے اور پرائے کا تعارف کروا رہی تھی اسی دوران حسب معمول اپنے شام کے مطالعہ میں ایک دن اقبالیات کا مطالع کر رہا تھا کہ حضرت علامہ اقبال ؒ کے دو اشعار نظروں سے گزرے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس ذہنی کشمکش (جسمیں میں مبتلا تھا) سے نکلنے کیلئے بہت مددگار ثابت ہوئے وہ اشعار یہ ہیں ؎

گر نیابد صحبت مرد خبیر　　　　از اب وجد آنچہ من درام بگیر

پیرِ رومی رارفیق راہ ساز   تاخُدا بخشد ترُا سوز و گداز

دانائے راز حکیم الامت" کے ان نصیحت بھرے الفاظ نے میری ڈوبتی کشتی کو سہارا دے کر کنارے کی طرف بڑھانے میں ایک اہم رول ادا کیا ہے اسکے بعد ہمسائیگی میں ایک دن جناب خواجہ غلام حسن شاہ صاحب کے دولت کدہ پر شام کے کھانے کی دعوت پر ایک وجیہہ آدمی جس کے چہرے سے ذہانت ومتانت کے آثار دور سے دکھائی دے رہے تھے جھکی نظریں اور خاموش زبان ندامت کا اظہار کر رہی تھی محترم غلام حسن صاحب نے انکا تعارف کروایا کہ یہ پیرزادہ جاوید اقبال صاحب ڈنگی وچہ ہیں ہمارے دفتر میں سپر وائزر ہیں۔انہوں نے علیگڈھ سے عربی میں ایم۔اے کیا ہے۔بہر حال میں نے گفتگو شروع کی اور دورانِ گفتگو میں محسوس کر رہا تھا کہ جاوید صاحب کے شیریں کلام سے جیسے قلب کے تاریک پردے ایک ایک کر کے کھل رہے تھے۔علم وعمل کے اس پیکر کے سامنے میری زبان خاموش لیکن دل بیدار تھا بہر حال میں نے حسب معمول اپنے نانا جیؒ کا یہ فارسی دیوان گھر سے لاکر جناب جاوید صاحب کو دکھایا اور یہ بھی عرض کیا کہ اسکو مدوّن کرنا چاہتا ہوں۔ جناب جاوید صاحب یہ کتاب لیکر بہت خوش ہوئے اور اسکے اشعار گنگنانے لگے اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ اس عظیم کلام کو سرینگر میں میرے خیال میں ایک ہی شخص ایسا ہے جو اس کو مدوّن کرسکتا ہے وہ ہے جناب مولانا شوکت حسین کینگ صاحب جو قبلہ بخاری صاحبؒ کے شاگرد ہیں۔اگلے دن علی الصباح میں جناب جاوید صاحب کے ساتھ مولانا محترم کی خدمت میں حاضر ہوا۔جاوید صاحب نے گفتگو شروع کرتے ہوئے یہ فارسی دیوان جناب مولانا محترم کی طرف بڑھایا ساتھ ہی اس دیوان کی وساطت سے میرا تعارف بھی کروایا۔تو

فوراً علم و معرفت کی زبان عرفان کے جام چھلکاتے ہوئے بڑی شان سے فرمانے لگے کہ آپ جانتے ہو کہ آپ کے نانا جیؒ کس مرتبہ کے مالک رہے ہیں یہ کشمیر میں فقط چار اشخاص ایسے تھے جن کے سامنے ایرانی سفیر علی اصغر حکمت نے زانوئے تلمذ تہہ کئے جب کہ تاریخ گواہ ہے کہ آجتک کسی اہلِ زبان نے کسی غیر کو اپنی زبان میں دخل اندازی کرنا برداشت نہیں کیا ہے۔ لیکن ان چار اشخاص ۱۔ جناب حکیم غلام محی الدین شاہؒ ۲۔ مولانا حیرت کاملیؒ ۳۔ مولانا فطرت کشمیری ۴۔ سید شمس الدین غمگین رتن پوری کے سامنے علی اصغر حکمت نے اعلاناً تمام اہل ایران کو مخاطب ہو کر کہا کہ جو لوگ فارسی زبان سیکھنا چاہتے ہوں وہ کشمیر کے ان چار حضرات کیطرف رجوع کریں۔ جن میں ایک آپکے نانا جیؒ جناب حکیم غلام محی الدین شاہ صاحب بھی ہیں۔

ایسا لگ رہا تھا کہ قلب کی وہ ہیجانی کیفیت تیزی سے بدل رہی تھی۔ اور ان مردان خدا کی صحبت میں اللہ کے کرم کی مجھ پر بارشیں ہو رہی ہوں بہر حال میں نے یہ کتاب جناب کینگ صاحب کو مدوّن کرنے کیلئے دیدی جناب نے بھی فوراً میری آنکھوں میں تشنگی کے آثار دیکھکر قبول کر لی اسکے بعد ہم وہاں سے واپس نکلے تو جناب جاوید صاحب نے ایک اور کرم فرمایا۔ کہنے لگے کہ اگر آپ چاہیں گے تو میرے مرشد کامل جناب سردار محمد لطیف صاحب بیگ کے پاس کالے بھن شیری بارہمولہ چلیں گے گاڑی ساتھ ہی تھی اور میں نے منزل کا پتہ تو پایا تھا لیکن منزل نہیں! میں نے فوراً حامی بھر لی اور ہم بطرف اوڑی روانہ ہوئے (جناب لطیف صاحب سابق پروفیسر ایس۔ پی۔ کالج پرنسپل ڈگری کالج سوپور خلیفہ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوریؒ) حضرت کے دربار عالی میں

علی اصغر حکمت صاحب اس وقت ایران کے سفیر تھے اور یہاں اپنے سرکاری دورے پر آئے ہوئے تھے۔

حاضری دی جناب بہت ضعیف لیکن دل کے قوی چہرہ پُرنور، زباں شیریں، علم و عمل کا یہ پیکرِ عظیم جسکی ایک ہی نظرِ کرم سے روحانی کیفیات کوٹھکانہ مل گیا اور میں نے انکے دامن رحمت کومضبوطی سے تھام لیا۔ اللہ تعالیٰ انکا سایہ ہم گنہگاروں کے سروں پر تادیر قائم رکھے اس دربار عالی میں نہ تنظیم نہ تقریران چیزوں سے بالکل بالاتر اولیاء کاملین کا طرزِ زندگی فقط تعلق باللہ و تعلق بالرسل علیہ ﷺ زباں پر ہردم وہی کلام جس سے انسانوں کو فائدہ پہنچے اسی ضمن میں حضرت مولانا شوکت صاحب نے ایک اور سرچشمہِ آبِ حیات کی جانب رہنمائی کی یعنی مزارِ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں نقشبندی (خانقاہِ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی) معروف بہ درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر نقشبندی دہلوی کے سجادہ نشین جناب حضرت ابوالنصر انس فاروقی دام اقبالہ تک رسائی ہوئی۔ جناب شوکت صاحب حضرت امام العصر مولانا شاہ ابوالحسن زید مجددی فاروقی (فاضل جامعہ ازہر) سے بیعت ہیں حضرت امام العصر کے جانشین ونواسہ محترم ابوالنصر انس صاحب نے ملاقات کے دوران اپنے جدِ امجد کی تقریباً جملہ کتب مطالع کیلئے مرحمت فرمائیں یہ سب کتابیں سلف صالحین کے معیار وتحریرات کی روشنی میں لکھی گئی ہیں۔ ہندوستان کے سوا ڈیڑھ سوسالہ مکاتب فکر کے ساتھ ان تصانیف کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

الغرض ان اہل اللہ حضرات کے دامنِ رحمت تک پہنچنے کے لئے ناناجیؒ کا یہ فارسی دیوان ہی وسیلہ بنا۔ آج میں بخوبی یہ سمجھ رہا ہوں کہ حضرت علامہ اقبالؒ نے کیونکر اپنے فرزند کونصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ؎

پیرِ رومی رارفیقِ راہ ساز　　تا خدا بخشد تُرا سوز و گداز

ہمارے نانا جیؒ باطنی طور پر حضرت مولانا رومؒ سے بیعت تھے جس کا اظہار انہوں نے ایک کشمیری شعر میں کیا ہے۔ ہمارے ماما جی کہتے ہیں کہ جس رات خواب میں حضرت حکیم صاحبؒ مولانا روم سے بیعت ہوئے اسکی اگلی صبح حکیم صاحب بہت خوش تھے اور فرما رہے تھے کہ آج میرا مقصد پورا ہوا پھر یہ اشعار زبان پر گنگنا رہے تھے ؎

فقیرس حلقہ جیلی گل | چھ رومی ٹوپہ سیتی نخرل
بساں سوپور کدلہ بل | چھ زنگی فوج تس اردل

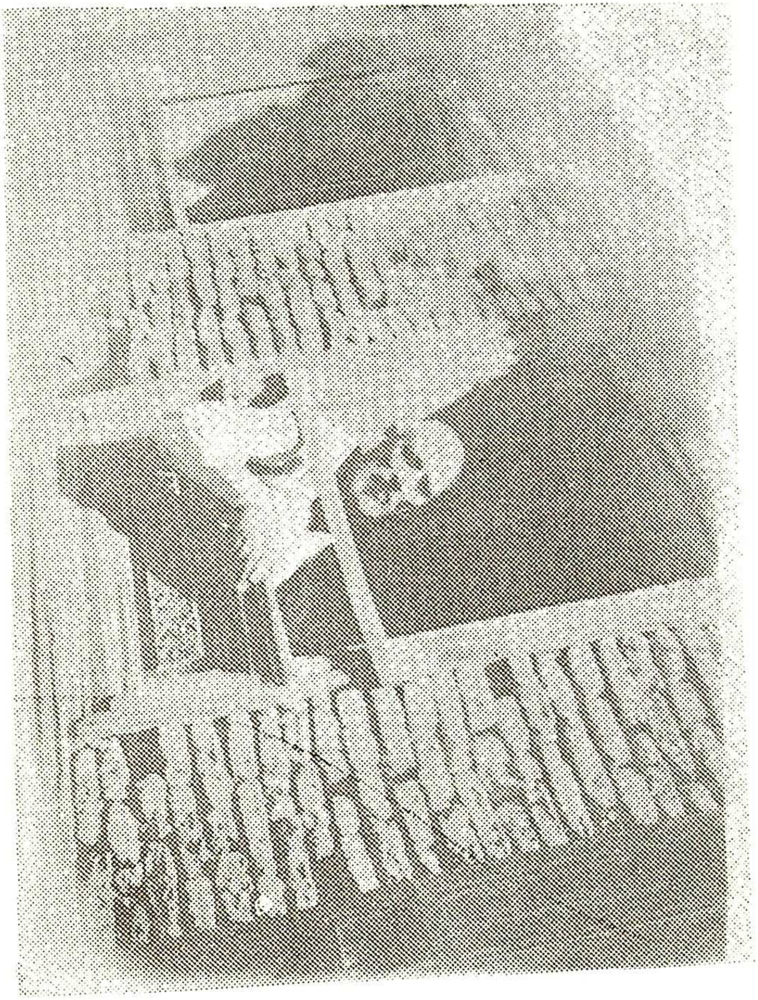
یعنی جناب حکیم صاحب کا کلام بحیثیت مریدِ مولانا رومؒ اپنے پیر کا ہی کلام ہے تو حکیم صاحب کے کلام سے اگر مجھ گنہگار کو راہ ہدایت ملی تو یوں کہیئے کہ یہ ہدایت مولانا رومؒ ہی کے بدولت ملی ہے۔ تو حضرت علامہ کا وہ شعر پیر روم را رفیق راہ ساز ''الخ'' بالکل برحق ثابت ہوا۔ بہرحال میں اللہ کا شکر کس زباں سے ادا کروں بس میری یہی دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرمائے میں انتہائی شکر گزار ہوں جناب الحاج مولانا شوکت حسین کینگ صاحب دامت برکاتہٗ کا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اس کتاب کو مدوّن کرنے کے ساتھ ساتھ میری رہنمائی فرمائی اور انشاء اللہ آگے بھی فرماتے رہینگے اور اللہ سے دعا ہے کہ جناب حضرت کو دنیا و آخرت میں اللہ عافیت عطا کرے اور مراتب میں بلندی عطا کرے اور ان کا دستِ شفقت ہمیشہ ہم محتاجوں کے سروں پر تا دیر سایہ کرتا رہے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

احقر

بلال احمد کرمانی

یدعبدالقادر جیلانیؒ ۲۔ مولانا رومؒ



نگاہِ اولین

از جناب محترم حکیم غلام مصطفٰی شاہ صاحب معرفت کلیم سوپوری (مدظلہ)

مرحوم حکیم غلام محی الدین شاہ ولد حکیم غلام محمد شاہ اپنے باپ داداؤں کا پیشہ (حکمت) اپنایا تھا۔ حکمت میں وہ کافی ماہر اور تجربہ کار مانے جاتے تھے۔ عبادت کے لئے وہ شب روز بہت ہی محنت کرتے تھے۔ میں نے جب ہوش سنبھالا تو میں نے اسکو رات بھر محو عبادت دیکھا۔ ایک روز کا واقعہ مجھے یاد آیا۔ میں دسویں کلاس کا امتحان پاس کرنے کیلئے رات دیر تک پڑھتا رہتا تھا۔ کیونکہ امتحان بہت ہی قریب آرہا تھا۔ ایک رات میں پڑھ رہا تھا تو رات کے ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔ کہ اچانک ایک ایسی صدا گونج اُٹھی جیسے کوئی چور کسی ہتھیار سے دیواروں کو توڑ رہا ہو۔ زور زور سے ٹھپ ٹھپ کی صدائیں آرہی تھیں، میں بہت ڈر گیا۔ باپ دیوار کے ساتھ پیٹ لگا کر جب سو رہا تھا۔ میں نے اسکو جگانا مناسب نہیں سمجھا اسلئے ماں کے کمرے میں گیا اور ماں کو باپ کے کمرے میں لایا۔ یہ صدا سنکر وہ ہنس پڑی۔ میں نے ہنسنے کا سبب پوچھا تو بولی یہ چور وور نہیں ہے یہ آپکے ابو کے دِل سے صدائیں نکلتی ہیں۔ میری حیرانگی پر ماں نے مجھے باپ کے سینے سے کان لگا کر سننے کو کہا، میں نے ایسا جب کیا تو ایک عجیب صورت سے میں دوچار ہو گیا۔ جونہی میں نے کان ابو

کے سینے سے لگایا تو اللہ اور ہو' کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ یعنی سانس لیتے وقت اللہ کی صدا آ رہی تھی اور سانس چھوڑتے وقت ہو' کی آواز گونج رہی تھی۔ میں ڈر گیا اور دوسرے کمرے میں پڑھنے کے لئے چلا گیا۔

وہ دکھاوٹ کو عبادت کا دشمن سمجھتے تھے۔ اگرچہ وہ درویش پرہیزگار مفکر تھے مگر اپنے ایال کو پالنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھ چھوڑتے تھے۔ انگریزی کے بغیر وہ ہر علم میں مہارت رکھتے تھے۔ مثلاً ایک شعر ہندی کا۔

نہ مار کٹاری او ہتھیارا　　　　ڈنکی تِتیانے میرا اتار

سِستا تھا میں شیخی مارا

زیادہ تر وہ فارسی پر عبور رکھتے تھے۔ بی۔اے کے طالب علم انکے پاس فارسی کی تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ غربت کی زندگی گزارتے گزارتے اس دنیائے فانی سے رحلت کر گئے۔ مرنے سے پہلے میرے ہاتھ میں یہ کتاب تھما کر بولے یہ میرا کُل سرمایہ ہے اس سے سنبھال کر رکھنا اور مرنے سے پہلے اپنی موت کا دن اور وقت بھی اُنہوں نے بتایا تھا۔ ستمبر 1964ء میں جمعرات کو رات کے ساڑھے دس بجے رحلت کر گئے۔ اور جمعۃ المبارک کو سپرد خاک کئے گئے۔

شاعری کے علاوہ اسنے نثر کشمیری اور اردؤ میں بھی لکھا ہے۔ وہ ۶۳ سال کی عمر میں چل بسے اور ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے تھے۔

پنڈت نجومیوں نے اسکا ہندی نام مُحیشر اور مسلمان نام محی الدین رکھا انکے بہت حیران کن واقعات بھی ہیں۔ جو ہم کشمیری ایڈیشن میں ظاہر کرینگے۔　　　　(انشاءاللہ)

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شعر و شاعری کے متعلق قرآنِ شریف (جو کائینات کیلئے آخری صحیفۂ نجات ہے) کا کیا نظریہ ہے وہ سورۃ الشعراء کے آخری آیاتِ بینات سے واضح ہے۔ صاحبِ تفسیر عثمانی حضرتِ علامہ شبیر احمد صاحب علیہ الرحمہ ان آیاتِ بینات کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں :۔

" شاعری کی باتیں محض تخیلات ہوتی ہیں۔ تحقیق سے اسکو لگاؤ نہیں ہوتا۔ اسلئے اسکی باتوں سے بجز گرمیٔ محفل یا وقتی جوش اور واہ واہ کے کسی کو مستقل ھدایت نہیں ہوتی ...."

آگے صاحبِ تفسیر موصوف لکھتے ہیں :۔

" مگر جو کوئی شعر میں اللہ تعالےٰ کی حمد کہے یا نیکی کی ترغیب دے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی کرے، یا کافر اسلام کی مذمت یا ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ....

.... ایسا شعر عیب نہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۰۲)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا فرمان ہے :

اِنَّ من الشعرِ لحکمۃ ——— (بخاری شریف)

ترجمہ : بلاشبہ کتنی ہی شاعری حکمت و دانائی سے لبریز ہوتی ہے۔

اِس مقام پر اولاً شعر کی تعریف خصوصاً ان شعراء و اُن اشعار کی تعریف جو زمرۂ استثناء یعنی الا الّذِین آمنو کے ربّانی فرمان کے تحت آتے ہیں۔ از قلمِ حضرت علامۃ الہند سیدی دمرشدی جناب مولٰنا شاہ ابوالحسن زید مجدّدی فاروقی۔ (فاضل جامعہ ازہر مصر) نذرِ قارئین کرام ہے۔ حضرت نے مقامات خیر (طبع دوم) میں لکھا ہے:۔

" ذہین اشخاص پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ شعر دہ موزون و مقفیٰ کلام ہے جو انسان کے عمدہ شعور سے تعلق رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان اسکے سُننے سے لذّت حاصل کرتا ہے، جو شخص اس کمال سے ممتاز بن جاتا ھے تو بڑی نعمت اسکے ہاتھ آجاتی ہے۔ اسکو چاہیئے کہ اس نعمت کو کارآمد بنائے۔ قوم کی اصلاح کی کوشش کرے، اور مخلوق کو فایدہ پہنچائے۔ کلام کی جاذبیت اور بیان کی شیرینی سے لوگوں کو دین کی جانب مائل کرے اور فسق و فجور سے متنفّر بنائے۔ اجتماعی، اخلاق اور اچھے مضامین کے اشعار کہے تاکہ اسکے کلام کا کوئی نتیجہ برآمد ہو، اور اس کا پھل ہاتھ آئے اور اسکے اشعار " بعض اشعار دانائی ھیں۔" کے زمرے میں داخل ہو جائیں، خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ مسلمان کے احوال قابلِ رحم ھیں۔ الخ ملاحظہ ہو صفحہ ۴۶، ۴۷، ۴۸

اسی حقیقت کو حکیم الاُمّت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے یوں بیان فرمایا ہے:۔

شعر را مقصود گر آدم گری است ۞ شاعری ہم وارثِ پیغمبری ست

منطق علوم کے پڑھنے سے بسا اوقات اعلیٰ سے اعلیٰ انسان کا دماغ

بگڑ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرتِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم نے تعلیم اُمّت کیلئے یہ دُعا ارشاد فرمائی:۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ ــــ

پس بسا اوقات منطق علوم کے اسقام اشعارِ حکمت کی قرأت سے ختم ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ علاّمہ اقبال خود اپنا حال ارمغان حجاز میں یوں بیان فرماتے ھیں:۔ ؎

مرا از منطق آید بوئے خامی ٭ دلیلِ او دلیلِ ناتمامی

بر ویم بستہ در ہا را کشاید ٭ دو شعر از پیرِ رومی تا زجامی ؒ

دوسرے مقام پر فرماتے ھیں:۔ ؎

کشتۂ اندازِ مُلاّ جامیم ٭ نظم و نثر او علاجِ خامیم

آیئے تناظر بالا میں اس کلیات کا مطالعہ کیجیئے جو کلیات ریاست کے مشہور و معروف حکیم، مجاھدِ آزادی، شاعر فطرت شہسوار میدان طریقت (جن کے دینی، سماجی، سیاسی اور حکیمانہ و ادبی خدمات کو ضبط تحریر میں لانے کے لیے ایک دفتر درکار ہے) یعنی حکیم غلام محی الدین صاحب۔ المتخلص بہ فقیر کے اشعارِ آبدار پر مشتمل ہے:۔

حکیم صاحب کا خاندان محتاجِ تعارف نہیں ہے آپ حکیم دینداز شاہ صاحب سوپوری کے احفاد سے تھے جو سوپور سے سرینگر منتقل ہو کر سرینگر میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ چنانچہ ریاست کے سرکردہ عالمِ ربّانی جناب حضرت علاّمہ مفتی غلام حسن صاحب سوپور (سابق مفتی اعظم سوپور و رکن انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر "تاریخ طب" از حکیم غلام رسول شاہ صاحب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:۔

"خاندانِ حکیم سوپور کے مورثِ اعلیٰ حکیم معین الدین شاہ عالم و عابد ــــ

فنِ حکمت میں یگانۂ روزگار تھے۔ حکیم معین الدّین شاہ مورثِ اعلےٰ کا برادرِ اکبر حکیم دینار شاہ صاحب سوپور سے منتقل ہو کر سرینگر صفا کدل میں محلہ نعلبند پورہ میں سکونت پذیر ہوئے ہیں۔" (تاریخ طب صفحہ ۵۰۶)

صدیق مکرم جناب حکیم غلام رسول شاہ صاحب آف سوپور اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں صاحبِ کلیات کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"مجموعۂ کلام فقیر حکیم غلام محی الدّین شاہ صاحب سوپوری جس میں غزلیات اور نعتیہ اشعار ہیں، یہ حکیم صاحب موصوف کا ادبی شاہکار ہے۔ حکیم صاحب کو فارسی، اُردو اور کشمیری زبان پر زبردست عبور رہتا۔ آپ بلند پایہ شاعر تھے اور فقیر تخلص تھا۔ حکیم صاحب کے والد بزرگوار حکیم غلام محمّد شاہ صاحب عالم اور فنِ طبِ یونانی میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ اُنکے والد (یعنی حکیم صاحب کے دادا) حکیم حبیب اللہ شاہ صاحب طبیبِ حاذق، حفاظ و صُلحاءِ اُمت میں سے تھے۔ خاندان کے اِس شاخ (احفادِ حکیم دینار شاہ صاحب) میں حکیم گُل شاہ صاحب، اور حکیم مبارک شاہ صاحب بہترین معالج گذرے ہیں۔ خود حکیم غلام محی الدّین اپنے آبائی قصبہ میں بھی مطب چلاتے تھے اور راجہ غلام محمّد خان آف چیلڈارہ اور راجہ شیر علی خان کے خاندانی حکیم تھے۔ سال بھر میں ایک دو مہینہ وہاں گذارتے تھے، اور اُس علاقہ میں بھی طبّی خدمات کا سلسلہ بہت وسیع تھا۔"

حکیم غلام رسول شاہ صاحب اور اُنکے برادرِ اصغر حکیم حبیب اللہ مرحوم سابق چیرمین لیجیلیٹو کونسل کا شجرہ نسب بھی صاحب کلیات کے مورثِ اعلیٰ سے جا ملتا ہے۔ چنانچہ غلام رسول شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں آگے رقمطراز ہیں:۔

میرے والدِ بزرگوار حکیم ثناء اللہ صاحب ایک بُلند پایہ عالم، حکیم طبِ یونانی، صاحبِ سلوک و صاحبِ عبادات و ریاضات تھے۔ حکیم غلام احمد شاہ صاحب (برادرِ حکیم غلام محمد شاہ صاحب آف صفاکدل مذکور الصدر) کے فرزندِ ارجمند تھے۔"

القصہ میں نے کُلّیاتِ ھذا کو پڑھا اور غور سے اس کا مطالعہ کیا۔ تمام کلام حکمت آمیز ترجمانِ فطرت اور دقیق و عمیق نکات و اسرارِ روحانیت کا حامل ہے۔ خصوصاً حصّہ رباعیات کی نظیر ملنی محال ہے۔ ترتیب و تدوین میں حضرت شاعر موصوف نے رُباعیات کو سر فہرست رکھا ہے۔ تو غالب مرحوم کی فارسی کُلّیات کی تدوین کا واقعہ یاد آیا، کہ اُنھوں نے مثنویات کو غزلیات پر مقدم کیا تھا۔

افسوس آج میر غلام رسول صاحب ناز کی بقیدِ حیاتِ ظاہری نہیں ھیں، ورنہ اِس مجموعہ کلام خاص کر حصّہ رُباعیات پر ہم اُن سے کچھ لکھواتے کیونکہ فنِ رُباعیات میں وہ ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔

کلام سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حکیم صاحب اسم بامسمیٰ تھے۔ فقیر کے بدلے اگر وہ حکیم ہی تخلص اختیار فرماتے تو زیادہ بہتر رہتا۔ مگر علم سلوک کے جس مقام پر وہ فائز تھے، وہ عہدہ اس بات کا متقاضی تھا کہ فقیر ہی تخلص اختیار کیا جائے۔

کلام کا مطالعہ کرکے یہ بات ہُویدا ہے کہ مضمون آفرینی چھوڑ کر علم عروض

کے وہ انتہائی ماہر تھے اور کلام ھذا میں حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ اور شیخ سعدی شیرازیؒ کی حکیمانہ جھلک عیاں ہے۔

نعتیہ کلام اور اشعار ھنا قب ان کے عقائد کے بہترین ترجمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ کلام ضائع ہونے سے بچ گیا۔ حضرت فقیرؒ کے نواسۂ لائق و فائق جناب الحاج عزیزم مولوی بلال احمد صاحب کمائی شکریہ کے مستحق ھیں کہ آپ کی سعی جمیل سے یہ خزینۂ فقیر زیور طباعت سے آراستہ ہوا۔ اُمید ہے ارباب ذوق اسی پس منظر میں اس کلام کا مطالعہ کریں گے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

خاکسار

شوکت حُسین کینگ قادری

اُستاذِ حنفی عربی کالج و رُکن انجمن تبلیغ الاسلام جموں و کشمیر

۵، ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۴۲۲ھ

رباعیات

1

ای تهی دست چه سال عمر تو در طلب نان — دل پریشان از آنت نه نمازی نه قرآن
ترک کردی اویس جهد و بماندی حیران — رو تو مرد آبِ بیزدان دیده گریان دل بریان

۲

شیر آنکه شیر شیری با درنده چون کند — آمن مغلوب و حیدی مرده اش زنده کند
پرورش چون یافت بزدل از بی پهلوی شیر — گر کند سهوی ببایدش شیر را خنده کند

۳

ای بنا پیوست شیران جان خود را باختن — کردی از بیچارگی مگر یا ادب پرداختن
طبع او تند است گاهی بر نیستان شعله زن — خوی تو آبست آ خاموشش بباید ساختن

۴

چاره ات چیست درین فانی سرای محتاج — گشت برگشته قضا بهر تو چون ای محتاج
آب از چشم بفشان دل چو سیماب بتاب — هر سحرگاه از اصل شوی صاحب تاج

۵

از خطرت بد چو تخم بار کشتی ظالم — پیداست از آن سود قضا و زشتی ظالم
خود کرده را علاج مغفرت طلبیدن — از حسن قضای رب شوی بهشتی ظالم

٦

همچو دنیا قرضه زهری از برون شهد عجب / وقت حاجت گر سبب رسوائی عند الطلب
قرض مقراض محبت داعی قهر الرجال / زر درد هم خشک لب دل در لهب عند الطلب

٧

برترا لم کاش بوئے بو تراب / میرسد با چشم چو آبی سیر آب
نار اطفا یابد و درهای خلد / وا شود نوشم نسیم فتح یاب

٨

مست است دل باده دل باده خوار مست / بلبل بگل مست گل پر خمار مست
در زلزله عندلیب از زردانی خزان دل / ساکن شده است خار از ان گل بهار مست

٩

خوبان جهان را چشم پر آشوب داده اند / دل مستمند از ولب ضرب وکوب داده اند
این زرد دل اثر بچشم او کند اگر / دو چند چون خمارش میل ادو چوب داده اند

١٠

بارها بر در گهش مانده ام بشبهای دراز / بر امید آنکه بر آید کریمی از درے
ناله من شد صدا تا بیت بصحرا چون گدا / بر درش بوم و نیم فهمیده معنی دیگری

١١

بین مرغ ابابیل چه سان ریزه بیاورد / فیلان دمان را بنید رخت همه مرد
المنوز جی از کمال زنده دلے بود / وان دل بقفس نه ما قتا خورد و همه مرد

۱۲

از نار فرقت تو جگرم کباب اندر — وز شور جرأت تو تنگ دم بخواب اندر
خوشخو چنان صغیری کبکان بدام رام اند — از بہر رویت تو صبرم شتاب اندر

۱۳

ماہی تن در پئے خاکی غذا — مے طپد ہم میخورد سیری کجا
ناگہاں در شست صیادی فتاد — آب رفت و تابہ اش سوء القضا

۱۴

در آرزوی شام وصال تو ماہ من — روز فراق تمام بہ تضرع و آہ من
نزدیک کوہ شد آفتاب و دلبخوشم — بر نور صبح او نور تو شاہراہ من

۱۵

فیل بنہم کردۂ شطرنج باز ادرہم — در عزائی بیدر ختم روز افزون حیرتم
ای حریف من کنون ششدر شدم بازی گذار — رستگاری دہ ازین دریا بشستی خاتون رحم

۱۶

سنگ مارا لعل اندر بود پیش آفتاب — ہای ظالم سنگ بنیادم نمود و سایہ خواب
ظالما این لعل من از اضطراب خود شبے — سنگ بنیادت کشد خود رو بدرد حجاب

۱۷

منشین بغیر تکیہ و پشت اے بے پشت — کین چرخ بہر لحظ بسر تو با مشت
مشغول بدل باش با یکسے دلداری — جز اسم ہو اللہ قوی نیست ہیچ پشت

۱۸

چوں در پی آہوئی سگ صیاد نیست　　ترسندہ دوندہ و رمندہ چوں باد نیست
مرگش آنست کہ خواب خر گوشش آید　　پیدا چشم و بس خفتہ در ہموں آزاد نیست

۱۹

نغمہ خواں اہل جنت حور و غلماں جا بجا　　فارغ البالی و از خوشحالی آں رضواں جا
سوز ناروں نغمہ سازدل محزوں کجا　　لطف ایں درد جگر تفریق ہجراں از کجا

۲۰

پشیماں مشو بر گذشتہ قضا　　در آں نیست سودی مضی ما مضیٰ
محالات یادر مکن ای پسر　　تفکر پسند آمد از مرتضیٰ

۲۱

روح میداں مکیں و تن چو مکاں　　در چہ مظلم است یوسف جاں
برق شو زود رو بسوی علا　　حب وطن است اصل مرا ایماں

۲۲

از خلق و زبانی قبقاب و بیت بیا قبقاب　　روی تو خوش از قبقاب و نہانت قبقاب
بد بدن اسپ خداع چو رستم زالی　　قباتی افکنی و بجوا نان قصاب

۲۳

راز دانا ہمہ دانند چہ قند و چہ گلاب　　نی شکر را ست حجاب روی گل صد رکتاب
بلبلا نغمہ کن و یاد خزاں را بفروش　　در نظر دار دگر غنچہ دید جلوہ ذناب

۲۴

شدا موی تو جو و گندم ای نادان　　هنوز طالب جوی گندم و نسوان
قریب هست کز کار افتی چون خر پیر　　بیا به پیش حق ز چشم اشک افشان

۲۵

صادقی گر در زمان مغلوب شد　　در نظر احقر ز بد مضروب شد
جانبازان بهر او در گریه اند　　همچو یوسف شاهد مرغوب شد

۲۶

شاطری از نظم ملنازی شود　　افسر قوم و شهه انبازی شود
اختلاف دور مفلوسی کند　　آنچنانکه خشت اندازی شود

۲۷

چون دلبر من مو به تن تیغ کشید　　جانم شده مایوس چو مو بکف خود دید
او پند دید مرا که خشم خوردن خوب است　　در گریه شدم بعجز ولی از لطف ندید

۲۸

غما است خصم ترا سوره لایلاف فتی　　لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار
گر بباید محبت بتو هم لازم شد　　در نظر کن از ذوالفقارش پا و سر از تن جدا

۲۹

شفاعت فاتحه کافی چو خوانی چهل و یکبار　　بضم میم بالحمد در هر ابتدای نهار
علیل از گشتنی ای خاطی ترا ای نسخه در کار　　پس و پیشش درودی خوان کنی دم خود بسته یار

۳۰

خندهٔ برازی تو زیباست ای خنده دهن　　اشک ریزی بر رخم پیش تو خوب است بهر من
بر سرم فرمانِ و الیسکوا دلیل بی دلی است　　ورنه بر حرفم شگفتی کی برت خنده سمن

۳۱

دادهٔ حق چو شیر پستان است　　دادهٔ خلق برق غرّان است
حق بفکر مزید مردم را　　داده نادرده فکر بستان است

۳۲

حدّاد شو حدید را کن موم　　از دل بخوان یا حیّ یا قیوم
چو پلنگ ترا زبون شوند هجوم　　منصور تو ئی و باش شاهنشه روم

۳۳

گر غیبت هر کسی است آید بی آید بهاچه عجب　　از خصلت مادر زمانه بین اینها چه عجب
چون از تن مادری رهیم و پرواز کنیم　　در ملک بقا نشینیم همچو بدیها چه عجب

۳۴

در دار فنا هیچ ندارم عملی ای برنا　　البته جرائم بیش متاعی است غنا
باقی است باری نیکوئی گر بود در اعلا　　سبکی است جرائم و خطا که فانی است در فنا

۳۵

در میان روز و شب هست نیم شب　　دل بدست آری میان نیم شب
عفو گر خواهی و شاهی مسکنی　　نیم روزی نور یابی نیم شب

۳۶

این نقوش مختلف ہای از ل　　عقد لا ینحل شود کی ز عقل حل
گر صفا آئینہ ات از جد و جہد　　عکس منقوشش کند بر فہم سہل

۳۷

یارب دل من ز نفس بد بدگشتہ　　وز بد دلیم جان و تنم رد گشتہ
از فضل و کرم قبول کن این بد دل را　　باید کردن بدی ز نیکان بدگشتہ

۳۸

از اول و میم تا باینده م پرورده تست　　غافل مانده م ز لطف و کرم آنکہ کرده تست
از غفلت خاک بجز ظلمت و سردی ناید　　سر دلیست نہ پرور دل بانکہ پرورده تست

۳۹

نقش ہو اللہ بر دل تو بہ بند　　باش بر اخلاص ہر دم کاربند
در سفر این است کافی زاد راه　　در نظر دار عیب خود ای ہوشمند

۴۰

زلف مشکین او نقاب رخش　　دست خوبان شانۂ مویش
شد قلمبند رنج مسکینان　　لیک منشار اوست دارویش

۴۱

گر در تن عنصری بدل تو گردی مردی　　یا غلبہ نفس بر روح پروردی مردی
مانی ہر چند بہ تن پروری فانی است فنا　　پیوند اگر بر بند علوی کردی مردی

۴۲
در فکر لحم و شحم تو باشی تا چند در مکر فہم و وہم تو باشی تا چند
یک لقمہ دو دو نار این سمن بدنی بر مرغ جان سہم تو باشی تا چند

۴۳
نفس پرور شد جدا از نور ذات وز لئیمی یافت او حظ ممات
کن کرم بر خود تو پرور روح را آں کریمی باقیات الصالحات

۴۴
گفت قرآں ایں بملا ای ذباب کہ نشینی بر پلیدی گہ بآب
آب را نقصان نمیدارد مگر ہر کسے را اندر ترا از پیچ و تاب

۴۵
غالب دنیا و ملا بہر کہ در معنٰی نبی شبہ کند
شبہ اش ناکامی و ذلت فزود منزلت در را یا فزوں مے شود

۴۶
ز حسن عشق آمد و معشوق پیدا ہماں معشوق عاشق شد ہویدا
یکے جز دیگرے ماندن محال است اگر دانی زیک کا نشد پیدا

۴۷
گر بود دریای روم و جوی ہند در حروف آب و صورت نقشبند
سر آنہا کے بدانی الا فقیہ گر مرت بند است ہم در آں کمند

۴۸

چونکه گفتم صورت آب و حروف　　این اسر[ست] معنوی دورت حسوف
زود عقد آب بر من حل شده　　قید شد بحر محیط اندر ظروف

۴۹

غم خود خور بخود ای دل فسرده　　کسی از حزن تو زخمی نخورده
کسی را روی دل باکس ندیدم　　ز مهری بل ز طمع کفن مرده.

مناجات

ای ازلی وی ابدی لایزال
با همه در دست اجل پایمال

از نفخت خلق شدیم از عدم
مختلط است دور لقهر و کرم

اصل فراموش بنا دانیم
نور شد خاموش ز دانائیم

راه گرفته شده گم راه من
ظلمت نفسم حجب ماه من

فهم به نسیان تو کردی سرشت
روح منور که با خاک زشت

کیست که در راهِ تو کامل شود
جز خلل و بی علل عامل شود

رحمت تو سهو مرا مامی است
تو بیند پری و بما داعی است

وا اسفی هست عدو در کمین
نفس لاماره بسوءِ یا الیقین

خاک کجا و آب حیاتت کجا
پاکی این آب عفن از کجا

از من بندیت ناید بنده گی
جز که کنم گریه بشرمنده گی

چونکه تو توفیق بگریم دهی
ورنه دلم آهن و چشمم تهی

ناله من بشنو و حالم به بین
سوی تو آورده ام رو برزمین

رحمت خود را تو به جنبش بیار
تا که بگیرد دلِ مسکین قرار

عاجزم و مضطربم پا بگل
وا رهان از زحمت و اندوه دل

ای ہمہ ہستیت ہمہ ہستیت　　در نظرت جملہ فراز و پستیت

گریہ چو کردم شدہ دامان تر　　نیکی من بد ز بدی سربسر

بستہ کمر بر کرم و فضل تو　　رحمت تو گفت چو لا تقنطو

جاں بلب واز ہمہ نومید جاں　　رحم بر حمان یا رحمان اماں

حال خوش و دست فراخم دہی　　دیدۂ بینا دل پا کم دہی

فقر فقیراں بہ فقیری بہ بخش　　دست امیراں بہ حقیری بہ بخش

دل بتو ام چشم بہ بالا مدام
بہر اجابت بدعا یا سلام

نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

جلوۂ حسن ازل مبدأ تو لم یزل　　قوت دو کون نور تو اللہ چہ نور بے بدل

حاء تو حسن نور ذات سین سیادت صفات　　نکتۂ نون خال جبین وہ چہ جبین آب حیات

خواست الف حکہ از حلقۂ ز عشق میم شد　　از خط و سطی دو کون ہا رشد و دو نیم شد

ہا و یا اللہ ربط داشت در دل ما وا گذاشت　　ہو شد ہوانت ہو صورت میم بر گماشت

ابتدا تو و انتہا لام مجال خود بجا　　خدمت تو ادا کند در ہمہ اوقات ہا

شمس رخت نور جاں زلف تو عین جہاں　　از بلا و قہر او مہر تو امن و اماں

محو توشد چشم ما بر رُخ اصل وفا　　احمد تو محمدی شاهد رعنا دوتا

این همه موجود و بود بهر تو مخلوق بود　　گوشه نشینی چرا کن تو قدم رنجه زود

مهد زمین ترک بکُن نام خود مهدی بکن　　دین تو شد کالعدم هیچ درنگی مکن

جبر زمانه اشد قهر بد خلقان احدّ　　خلق عظیمت کجا تا ز بلا رها کند

آرزوئی که در دلم بوسه بپایت کنم　　عمر با تنها رسید روی نما و جان دهم

در همه پهلو فقیر مانده شد است و حقیر

ای تو شفیع الاُمم عاصیان را دستگیر[1]

نعتِ شریف

مالله هو است از تفریق　　قُل هو الله سیدی تحقیق

جز و حساس گر جُدا باشد　　واصل کلُ مجهد بالتصدیق

سرّ حق را تو مظهری بی‌شک　　نوع انسان ز تست سرّ عمیق

دل ما مطمئن بشفقت تو　　راسخ است آنچنانکه صدق تصدیق

---

[1] عوام الناس سے معافی کا خواستگار ہوں کہ اگر اس نعت شریف کے معنی کا اشتیاق ظاہر کریں تو کسی عالم ربانی سے کریں ورنہ ظاہری عالموں سے مجھے نکتہ چینی نہ کرائیں۔ کیونکہ اکثر تصوف کے اسرار و نکات اس میں پوشیدہ ھیں۔ اگر کسی عالم کو ظن بڑھ جائے کہ یہ کہاں سے آیا ہے تو غنیۃ الطالبین کا مطالعہ فرمائیں۔

یا حیات النبی بده توفیق | بر مطیع توشه حیات رفیق
چه عجب اینکه زندگانی یافت | دیگرانرا دهد حیات مضیق
محو با حق شود بروح چنین | که باجسا دهست نال دقیق
در همه جا محیط پیر د تو | بعد مُردن چو شمس با توثیق
بر رخ اندر خوارق عادات | میکند آنچنانکه دیده صدیق
شاهد ما توئی و شافع هم | در دو کونین ای رفیق شفیق
هر که خواند بتو درود حضور | بے شک و شبه ادیر امنت طریق

جلوه بنما زمرحمت بفقیر
تا دهد جاں زیر پائے شفیق

منقبت حضرت پیر پیراں غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

دارم سگ کوئی تو نشان طوق بگردن !!
هر صبح و مساء ورد زباں یا شہہ جیلان رض
هر چند کمال بے ادبی سگ گفتنم باشد
شاہی تو نوازی اگرچہ دور ز شاہان
قدم تو بر اعناق همہ شاہاں مقرب
شاہی تو قائم بزماں تا آخر دوران

بدطینت و بدکار رونده گار و حقیرم
بخشنده توئی خلعت ابدال بُدِ یزدان

کردیم گناهان و رسیدیم بذلت
دستگیر توئی دست بگیر ای شاه یزدان

از درگہت کے دور شوم دور مشو از من !
دامان تو در دست من و دست بدامان

گفتی نو قدم یازده کش او کرده به بغداد
ہر چند بود مشکلاتت حل کنم در آن !!

گریان و دوان آمده سوی تو این عاصی
الامن و امان از شر شیطان و بدخواہان

برخاک درت اہل کرم سر بسجود ند
فریاد شنو شیئاً لِلّٰہ ای شاہِ کریمان

دل تنگ شدم از تنگی و دل بستہ ام در تو
آہنگ ہمان زر شود این خاک سیاہان

گاہے گاہے گر کنی بر ما تو نگاہے
زو تر بکشد او بغنا این فقیر فقیران !

منقبت دوم

بیک نگہت سُوم آزاد آلام د پریشانی
تو مولائی ملاذی دستگیر ای شاہِ جیلانی

سیہ شد نامہ ام بخت سیاہم کرد واژونی
نہ باز ویت بود تنویر ای محبوب سُبحانی

اَبَا عن جد بگوشم حلقہ ات ہم خط پیشانی
مرید شاہ جیلان را نصیب آں نور یزدانی

سگ کوہت کنم نسبت بخود گر انیست نادانی
سگ شیر الشیران جہاں توقیر سُلطانی

اسیر از مکر روباہان شدم در دامِ شیطانی
ز لطف خود کشا از یاز نجیر ای غوث صمدانی

چہ گویم خرق عاد تہا چناں کردی کہ لاثانی
بود ذرہ مسیحائی د از تاثیر نسیانی

اگر از بادہ عشق حقیقی جام نوشانی
بود جانان را جانم سریر ای قطب ربّانی

بیکدم مید ہی شاہا شہنشاہی گدائے را
بصد امید آمد ایں فقیر ای ظل رحمانی

- مخمس -

سر حق جذبات پیدا کرد اندر شش جهات　　یکدگر از جذبه‌ها بر جای خود گیرد ثبات
چار سو آهن ربا گیرد معلق آهنی　　ما از انجم زمین از ماه اندر کائنات
بیدلا نرا بس ظلال جذبه اهل کمال

وای بر آنکس که یار خود نشد او را شناخت　　دشمنی پندارد میگریزد جان گداخت
زآن شده فرعونیان را خون رخ آن آب نیل　　خود کنی با یار ضد چون مار آرد بر تو تاخت
شادیست اندر ملال اندهی در ابتهال

تخم گل موجود ماند برگ گل گر میرود　　سال دوم جامه نو بهر خود پیدا کند
آمد و رفتش همینا نی باقی است و باقی است　　اصل هر معنی تلفظ نو بنو پیدا کند
عشق را در دفع ملال حسن با نوخط و خال

جذبه فر اندر وفت خسروی صید شود　　همچو شیرین ناگهان فرهاد در قیدت شود
جوی شیر آرد به بیشت ترسد نی از بعد راه　　شکوه کند از جبیت زو چون نید احید شود
دل بدست آر از ملال پس همه بر تو حلال

خوف غم کرده بغمها دیلاهایت اسیر　　نیست پروائی خدا را دریا با بانی بسم
باش دریک غم همه بگذار دل با هوش دار　　هرچه خواهی یابی اما درندم مر تحظمیم
خوبیت شیرین خال بد بود لاف محال

گر خبر خواهی ز استقبال از ناکس مپرس　　در نجوم و رمل آید وسوسه بر دل مپرس

از وصال دل شود حل مشکل دنیا و دین　　یا ز دلدار بپرس یا کن بدل طبع و مپرس

خاک گیر در رنگ لال از حرفت و کار کلال

حس حامی گر کند مستقبلت را و سستی　　خسته را پرورش کن تا بیابی صحتی

خرج گر در بد کنی آرد زوالت هم وبال　　دل شکسته آدمی را کن طلب کن شفقتی

مانده گنده شد زلال علت آرد لا محال

آن یکی جویای عاقل بود در شهر مشهوری　　وان دگر گفتش که عاقل نیست در این کشوری

لیک یک عاقل درین شهر است گر مجنون نما　　نام او بهلول شاه زیرکان و شه پری

زنده دل دیوانه حال کی بجز صدق مقال

گفت یک کوری دو کورم الامان اهل زمان　　زشت آوازم و کورم رحم هم خواهم دو گان

رحم مردم شد دو تا بر او کسی کو کور دل　　این سه کوری چه باشد نا اجابت زشت دل

بو البشر با پر و بال بو خلاف اندر وبال

پرورد دهقان کرم پیله را از برگ توت　　تا قوی جثه شود غره و تیتش آید ز قوت

میکشد غرویت از مستی خود بر خود تنند　　غنچه ابریشمش گوید بجش خط الموت

شد ز مستی پست حال بهر دهقان بد منال

میخورد آهو گیاهی از بیابانها دور　　در بدر از بهر روزی روز شب سال و شهور

خون از سوز جگر میکرد جمع و نافه شد　　بهر او بدمرگ ده بهر دیگری قوت و سرور

بخل آرد جمع مال بر دگر مر قش حلال

از دل بحر محیط آه با تموز آفتاب   می برآید تا ببالا می رود هر جا سحاب
در جهان گلهای گوناگون شگفته سبزه زار   فرحت و بردو ثمر در خطهٔ کشمیر یاب
از یکی آید سلال دیگری را انتقال

ضد اصل خویش تخمیر جهان فانی است   دو برادر یکدگر با هم عدوّ جانی است
روغن از امداد آب مخلوق خصمش هم بهان   بین بوقت سوختن گوئی که دوا فغانی است
رنگ در جنگ و جدال بیرنگ عینِ اعتدال

محفلی روشن شود چون شمع بر دل شعله زد   بوم در ظلمت دود دوراند نش شمع صد
در صدف در گنج در ویرانه نور اندر شب است   هر که در ظلمت دود دریا بد حیاتی تا ابد
زلف پر چینش وصال شمع آرد از ضلال

شمس پخته میکند لیکن بسوزاند بسی   دید لشش مشکل اگر بی رابطه بیند کسی
ماه فرحت بخشد اما جزر و مدش را بیاب   سیم رو آنکس ز نورش شد بعجز احول کسی
میم ما اصل و مال نون من زان در مجال

رهنمایان زمان در سعی آزادی وطن   در سخن سیر چمن مقصد ز آهوئے ختن
چون گرفتن از کمان بر دند نافه در بغل   کے شده اہل وطن خوش گه بسر گین سوختن
خوش نهادی شیرین مقال دام او چون پیر زال

پادشاهی بود بهر انتظام شهر وده   تا که یکسان شاد و خندان خلق باشند که و مه
پادشاهان مست مال و حال خوان گسترده اند   بهر اهل خود برای خلق کلب کلیب ده
مال از بهر عیال باقیان قربان مال

تاجران و اہل دولت روز افزوں میکنند — قیمت اشیا گرانی غلّہ بر ہر مستمند

ہر بلا و رنج بر سر مفلسان را ای خدا — اوّل از تو بود سوز جان شان یا ہیولی پسند

چشم بد را انحلال دہ داد بے قیل و قال

ای غنی از غرور بنگر در کلام این فقیر — از عداوت و غضب مشمار تو این را حقیر

زود یابی حاجت ای محتاج کن ثابت قدم — آنچہ کرد انسان و نیت پیش آید ہمارا یاد گیر

پاک دارد ذو الجلال از بدیہا فرزگال

محمود بہ وزیر گفت گوہر بشکن — نہ شکست وزیر چرا کہ این دُرِّ عدن

چون نزد ایاز رسید فوراً بشکست — امر شہ ما بہاست از لعل یمن

آموز از خلیل تو قدر بلیغے جلیل

فطرت از تبدیل کردن مشکل است ہم مزاج — ہر دل خود بین کہ صد چندان قوی فوق المزاج

جدّ و جہد ہا میکند صد ناقہ فی سمّ الخیاط — شرط جہد است بجدّ با اہل دلے کو ماندہ حاج

آب از تاب اتصال با ہوا یابد کمال

مال دنیا مانعت بہر کام دل باشد ضرور — ہمچنین دان فقر و فاقے کے کند زہر ز عبور

در میانہ را طلب یا رب فی الدنیا حسن — سرمہ اسود بخش در چشم یا بی کوہ نور

مہ مثالت بے مثال در مثال آید محال

نزد مردان سخت آسان مشکلات این جہان — کار ہا ممکن ز نامردان ناممکن بدان

جہد ہا بے اوستاد عین احمقی و گمراہی است — بے عمل تقلید ناکامی است در ہر دو جہان

بر زنان غالب رجال ہم محنت ہا ثمال

فهم ما شد غرق در رنگین خیالی از سرم   پخته کی شد یکتچه ید گردون کجر بر سرم
از عدم آمد وجودم پیک آن هم در کمین   این ها هوسها دیگری پردازد و من در عدم
ها خستی ار ستم خیال در دم ها آخر خورد زال

هستی ما رو به پستی ماند ها هر دم در زمان   این نمیدانم که فخر و عجیب یا بست یا نه جان
عقد دُرهای دهن بگسته چندی ریخت ها هم   مو سفیدم شکر از دوران مستی شد امان
ها بکفن خونم بمال کاین ها شهید لیست حال

ای صبا این آرزو در ها رگم هر دم جهد   خاک نعلها را ها عالم بهر این دل می تپد
بخت من یاور گشت اکنون برو گو السلام   او طلب از خاک تو لوئی کند تا جان دهد
صلّ علیک و آل بر درتش گو دنبال

مرحبا باد صبا تو بیک خوشبوئی برد   چون تو آئی در لحد باشم بگو پیغام نو
خیزم و شنوم چون صبیب کیف گیرم مد قرار   این قلم کاغذ گواه عندلیبکم جا شنو
خود بگوید لایزال شاد باش ای نیک فال

هستم موصوف کرم منا شد از فیض ازل   بر زمین پروانه نائب منایم در بغل
همچو طفلان شعل من با آب و گل ید نم امتحان   بی ادب بر لعل گل آلود و گم شد در وحل
ها امینی لا ابال خانیان یا صد ضلال

تا صدف بسته دهی دُر دُر تا به میشود   گنج محفوظ از نقش تا دیه خرابه می بود
در قفس بیکار تا این مرغ دل افسرده است   او شود پران جو قوتش از قرابه می بود
از صبا تا هفت سال باغ آرد نونهال

مار را زهر است در تن در درونش تریاق هست — در جوار بیشش جدوار مخلص آفاق هست
مار پرورده هر که شد تریاق ضایع کرد او — کو رکن مار از زهر دهاملت تریاق هست

اسم حق دل را مجال جسم مار زهر هلال

کار کن از بردباری اضطراب آرد خلل — اتفاقی کار رحمانی دان شتاب اندر عجل
پخته چون زمان خود خود بر تسگا قید پوست را — هر نبی کم از چهل کی شد نبی اکمل اجل

پشم میشی بعد سال جامهٔ صوفی خیال

اندرس دار المحن هر چند از ریب المنون — بر دل هر کس غبار عسر و حزنی از حد برون
غم مخور با صبر در عفو گناه کوشان باش — وعده منان بعد عسر یسر دو چند و فزون

رنج را بی قیل و قال گنج حاصل لامحال

جاهل و بدخلق را دیدم سرا سخت و دو چند — وجه آن دل رنجی سخته دلان ارجمند
بدزبانی سخت ناکامی است از هر جرم بد — یاد گیری کاظمین الغیظ را ای هوشمند

خوی خوب ای خوش خصال آرد ترا خوی خصال

پیش خوبان جهان زیبا است اهل را نیاز — بر خوبان ازل با صد ادب دل اندر نیاز
سر چنون از دیده خون دل اضطراب اندر بیار — پیش آن خوبی که این خوبان نیاز اندر نیاز

در یمین و در یسار پیش و پس وجه جلال

دختر از محفل اندر بکرم سختم لطف ده — می فریسم کاین این طمار را در نزد مه
حال چنین دارد که چون طیار پروازی کند — مستی آرد بر سر و پایش همه مخمور به

رنج کش یا فتن وصال قدر دان جانب دو وصال

هر کرا مه جبین کج در جهان کے راست شد
در گرانی قیمت بیشتر قدر او چون ماست شد

رهبری گر راه ننماید و راه گم می شود
جهد او بی سود ماند دان فراست کاست شد

از قضا آگه تا ل مال عقل بر و شد و بال

نازنینی را که یاور بخت پیش از زاده است
کاملی را هر حفظش بر درش استاده است

در زمان صدر الصدور راست پیش او سر خم همه
از جفا هر کس برای بد بر او افتاده است

یکطرف مجبور حال یکطرف مختار قال۔

نازنینی را چو او باری رسد از انقلاب
فاحشان تیره بخت صد عجب شرمندش خراب

این عجب که نکته ها گو شد از حیض الرجال
فرحتی پابند گویا او پایشان هم رکاب

حیرتم در پا عقال دور پای بدسگال

گر شود دنیای دون یار تو یار خسته شو
ور گریزد از تو او با ذات حق البته شو

با نیاز و با تضرع باش و دل رنجی مکن
از همه خود را بدان احقر بدل اشکسته شو

دست مزن بهر سوال آردت رنج و ملال

از کسی کز داشتم امید و سته باب شد
با تحمل چون نشستم شد و مد داب شد

از همه طاعت افضل نزد هر عاقل چنینها
خسته را دل نوازی فتح الباب شد

نزد کس هرگز منال بحق در شب وصال

با دل خود باش دایم چون دلیران ای فقیر
بر درش غرنده قایم همچو شیران ای فقیر

رستگار از خستگان هم دولت دو نان شدی
باده نوشی کنی ملایم همچو رندان ای فقیر

جمع کن سالم خیال با حضور ذوالجلال

یار باور چوں تو خواہی گو بیت گر بشنوی　　اندر آمد مثنوی مولوی معنوی
با صداقت غمگسا بی کس ندیدم در زماں　　جز فن غارتگری و جملہ او را دیدی
شیخ رو شیریں مقال و بہاں بیخیال

سہ بیتی

طفل بیوہ با وجود شیوہ پدر شد بلند　　حاکم باطل مغیش حاکم باطل شد است
چوں فرنگی دور دبناہست در سگ پروری　　یک شئے گر اینچنیں ایک شئے باطل شد است
کار اندر دست او داد ست کار با طلاں　　باطل از باطل بر آید راست کے باطل شد است

((مثمن))

از روی تو تابندہ ماہ چوں کعبہ آں جائے پناہ گردم بگرد دش سال و ماہ
بر کہربایت من چو کاہ خیزان و افتانم براہ در روز و شب با درد و آہ
گوئیم کنی گر یک نگاہ ـ ہدیش کنم ایں جان و تن

زلف ابر است بر رویت نقاب ـ ابر سیہ بر آفتاب ـ زیں است باراں بے حساب
زاں صد بلائی من ای صنم پا بر رکاب ـ بر آب چوں جام حباب
بہر بلایت با صواب ـ قربان دل و جاں ہم وطن

از ابر آں مہ پردہ پوش ـ بار دازاں باران بجوش ـ دریا و جوہا در خروش
مخمور واللیل بادہ نوش ـ از عکس مہ رفتہ ز ہوش ـ ما بر بساط خضر پوش
گلہای رنگین دوش دوش ـ بوی یمن اندر چمن

خالی جبینت دانہ دار ـ زنجیر ہائے باغ زار ـ بر گنج حسنت نقش مار
ماؤف جانہا صد ہزار ـ با حجر اسود بر شمار ـ در کعبہ بگرفتہ قرار
گردند گردش جاں نثار ـ بوسہ کنندش از دہن

لعل لبست بر جام جام ـ در جام بادہ سرخ فام ـ زیادہ ات شیرین کام
با کام زآنست خاص و عام ـ رطب اللسان در ہر مقام ـ جاں انام خوش کلام
تا دہر بود ہر مشام ـ در زح ہا کہن تازہ سخن

سرو از قدت شد پا بگل ۔ وز دست جودت منفعل ۔ دستش تہی مخزون دل
خم پشت شد سر مضمحل ۔ شمع از رخت مارد خجل ۔ با چشم تر آتش بدل
با چند وصفت مشتمل ۔ زاں سوخت او رلجاں فتن

از حسن تو اندر فضا ۔ دارد ترنم جابجا ۔ مزمار و سنطور وفا
از تار جاں گوید ۔ صد مرحبا صد مرحبا ۔ بر دخمہ و دست شما
شنو نزدا در چشمہا تصویر مطرب از لحن

اندر جہاں آزری ۔ شور لست بر پا ای پری ۔ دیدند آنہا سرسری در چشم تو جادو گری
افتند و گفتند برتری ۔ ای سامری ای سامری ۔ در آرزوی چاکری ہاروت و ماروت ماہر فن
یک موی تو ہر خوبرو ۔ گشتم اسیرت موبمو ۔ در عشق تو من کو بکو
گشتم شنیدم سو بسو ۔ می نوش کن ہستی بجو ۔ اندر سبو اندر سبو
از چہ فقیرا ماہرو ۔ در دلو آید از رسن

غزل

مردم از دم دلا یکدم اگرچه غم بود چه غم — بود غمخوار تو چون دم نیرزد دو جهان یکدم
بیا ساقی بده جامم بره انداز مخمورم — گذر باید طبیبم گر بگویم مست و بخورم
دو دام تو کمر بندم چه شد زنجیر پا گرهم — بدانه چون نظر کردم زجان و دل شدم سر خم
زخال است سود دانم میان کعبه ما نم — بلب چون دانه بوسم چو کعبه گرد او گردم
سر زلف تو خم در خم بدست و پا نخود پیچم — رسد این مردم چشم بجائے میشود پر نم
بر نی چون دو او نائی دم فغان بیداد ست در عالم — ازان دل را الٰہی ہر دم بجنبانند زیر و بم
بذکر او چو در ذکرم سار ارشش تنگ فکرم — چنان سودا ست در دستم که در میزان زر قلبم
قدم چون در حرم بردم ز سر در پای جان افتم — نه ماند این ننگ و ناموسم آن آواز زیر و بم
وصالش آرزو کردم چون باد و برق در پویم — قضا در شکل نگینم سده گشت و مهجورم
حرامم می شود خوابم چو آید در برم کامم — وگر ناید شکر کامم زمی کس نه مستی افزونم
طلبان در راه چون مرغم نه ازان نیم بسمل کم — بپای آن مسیحا دم نهم سر چو نکه بر خیزم
نفخت روحی در آدم حدیثش را قدم محرم — نگهداری فقرا دم دمی باشد شوی محرم

غزل

آرزوی دولت دیرینه دارم ای صنم — روی تو سوی حرم من کے به بتخانه زدم
مطرب و می و شمع در محفلت بودند جمع — بد ازان مخمور رویت عکس رویت بر زخم
مست همه در ظلمت شب من بمنزل یا ب — چون پریشان بود زلف دیر رخت زلفت زدم
آهوی را صید کردی مشک بردی در بغل — در سرم غلیان سودا راه در صحرا زدم

از کرم دل داده بودی بردی از غارتگری ‌ ‌ باد در کف ره نوردی میکنم درد سرم
گاه جلوه میدهی گاهی بخلوت میروی ‌ ‌ دشنهٔ کاری زنی یاشی نمک بر جراحتم
بر چنیں سودا خریدارم مگر عمرم تمام ‌ ‌ اندهم نازت نماند چوں روم سوئی عدم
بر مزار ما فقیراں گر گذر یاد آیدت ‌ ‌ جلوه ات جانم دهد خیزم بپایت سر نهم

در جستجوئی دل چو دال و لام پشتم خم ‌ ‌ در سعی و چارم اوهمون من پیر غم گشتم
دو حرف کج چوں جسم ما بر دل گرانبار است ‌ ‌ از حد بر روش راستی پیدا است از آں عنم
در بحر محیطی چو من انداختم زورق ‌ ‌ وا کرده نظر گشته خجل چشم را بستم
داں مور ضعیف با سلیمان نسبتی دارد ‌ ‌ نرسید بر تختش ولی در پای او چوں جسم
هر چند پئے آهوی چیں طے کرده منازل ‌ ‌ رم میکند برگشته بیند هم قدم دلارم
درد دو رس ایں یک سخن خاطر پسند آمد ‌ ‌ از رنج گلو مطرب با ایں جاں و تن خورم
ایں مار منقش چه پسند است هوس را ‌ ‌ او اختلاطش میکند چون بے سپارد سیم
بر درد شهیداں تهیداست نوش شفا بخش ‌ ‌ از جمع جوهر نخل پر پرس خورد ستم غم
هر چند در شیر قوت ایداں اطفال است ‌ ‌ صدها الم بر مادرش داں در تولدم
خاری که با گل پاسبانی میکند ورنه ‌ ‌ منقار هر زاغی رساند لیش جور و ستم
مشکل فقیر انراست بار فقر ای زاهد ‌ ‌ خوب است نے چون دولتیان آسیب فقرم
ترویج میسر بدل از جهد کن هر آں ‌ ‌ گر گرد بادی میل فرسنگت بود نخیلان
مشکل نماند چو تو مشکل خود نکو کردی ‌ ‌ داری تمام اجر الوهی انساں کن آساں

قامی ازل خط جبین پیش زادن من
بنوشت اگر نیست جفا فطرتم میدان

دستم بدعا نیست بشیشه نان مالیدن
خود کرده را تبدیل کردن خود بود درمان

ظلمت بنماید ز آفتاب چرخ چهارم
از خاک تیره خیزد این تاریکی در آوان

سنگ قناعت بر شکم بستن از آن بهتر
سائل شدن بهر پنیر از دولت دونان

در کار بوده نان جو خوردن ازین خوب است
امید مرده ریگ و سر خم پیش تو خزان

چون تو ز نظر جای عیسیٰ را پسندیدم
در باغ سلیمان ز جهان آرمیدم جان

از جور فلک که شدم رنجیده دل آید و شکست
اندر نظر دارم که مجرم را بسیجن امان

هرچند گشاده دست ماندم از تهیدستی
مرهون منت دولتیان نیستم بر خوان

از پی خمری دو چنار است کشاده
در زیر سایهٔ رشن و وقت تابستان همه خانان

از دور انجم ماهی زمینده نازیب است
لا علم اکنون عظمت دیرینهٔ ایران

نامم فقیر از دل غنی از بادهٔ هستی
چون نیست گشتم چوب گل خوردم ز محبوبان

همچو دانه بخاک پستی رو
سر بلندی کنی بهستی نو

تا نه کشتت کنند زمینداری
در گو فقیر خاک خود تو مرو

او سقائی کند ز آب ربیع
شوی چیپال بیار خود چون خو

ز اعتدال بهار و تابش شمع
وز دم خضر وقت اخضر شو

کز معینت شود هوای بهار
تا کنی سیر در فضائی جو

دانه چون بخته شد خزانی یافت
جمع خرمن کنند بعد درو

نور افزون جسم و جان جهان
کامرانی بخون اوست گرد

اسپ ازکاہ ودانہ فربہ دار تا بتابی لسوی کام جلو
زایدت ازلذات آتش شور خوش لقایمشوی زدانہ جو
بادلنفبت بہ ناطقہ قاصد تحفہ بفریس یاہو اللہ رو
چندروزی بکارتو ارکان دان ابدرافقیر نکنی سہو

غزل

برزع وتجارت زاول رواج کرشاہان ستانند باج وخراج
ہرآنکو پلاسی زافلاس یافت بروگشت تقسیم کاج وخراج
بہمدردئی مفلساں دولتی بعقبی است ہم صاحب فخر وتاج
فراخی است دردست وسعت یدل بگویند ہرجاش نیکو مزاج
گرآزادزآفات خودبینی است فروزندہ درراہ خلقاں سراج
صحیح است گوگوئیش نام سعد ہمانا ہمارا باد ازدواج
رود مفلسے کش چوعقل داند بہ بیش حکیمی زبہر علاج
چو جوئندہ طالب باکمل شود کند رہبرش درسخن اندماج
بجہدوریاضت شود بالیقین دل آگاہ ودر اغنیا اندراج
بمنہاج صدق وارادت گذر کند درشب داج باشد ولاج
بمعراج دل مطمئن شد یلے بود نزد بانش زبلور وعاج

خلاصی ز افلاس یابد تمام　　بشاهان دوران بود دُرّ تاج
زر و باه مکار ترسنده باشش　　فقیرا خصوصاً درین کامراج

اختلاط زنگها پیدا کند رنگ دگر　　چون زمین بر ماه آید میکندش دیو فرح
عکس شمسی مغربی و ز شرق باران هیں　　مینماید در نظر شکل عجیب قوس قزح
ماه در عقرب چو باشد مانع است بهر کار نیک　　گر کند کاری کسی بیشک بود مثل مزح
شعبدهٔ سیماب را بین زیر آن کوه سیام　　ماه نخشب نام مشهور آن کننده صد مرح
خوب سوزی و ترنم های خوش یابی اگر　　مختلف مقدار آبی را فشانی در قدح
ورنه کمی گوگرد احمر را بسیماب سفید　　امتزاج نیک یابی زر قابلتر بمدح
نور خود را چون بیابی نیری بنور دیگری　　صاف موجودات بنماید بدل آید فرح
جمع آید چون خیال تو بد خیال　　رستمی باشد بهر پهلو دمی هم بر جرح
از دو رنگی حاصل آید رنگ یکرنگی فقیر　　وحدت اندر کثرت است او فهم کن وضع و طرح

بے نقطہ غزل

سرود سرو سہی را سرود در یار وراح
سماع موسم گل طہور ماہ و مراح
مرسور سر سرائی سر آمدی کردم
مدار مردم او سر دہر در سر الراح
مراد حاکم و محکوم عدل و مہر و کرم
رواح کرد عمل گر درو کہ رمی و صلاح
مراد حس و حواس حاسد دل کہ اصول
کہ آرد سر اسود ہر ہمک دہد اصلاح
حلول حرص و طمع ہر کہ را ملول و ملال
مآل و مال در او و گم کرد سرح وصلاح
کہول سالکہ کردہ دو ماکول
کہ معدہ را مدح و حلواہ ہل ماہی املاح
سوای آکل و ماکول ہر کہ در عطار سموم
اگر کہ محو اسم ہو اللہ مرد صلاح
اگر حسد و مہر ہموم ملول دارد دل
کہ لمع ماہ مساعی دہد کلک در راح

طئ مراحل کرّاردہ کہ کلک او مّتاح
فقیر مسلک حامی مدام راہ مدد

چار جوی روی خود را بین که دارد هفت شاخ | همچنان در خلد دارد چار جوی بس فراخ

از فراضیهای آن جو قطره مانند این بحور | شرح یک جوی کنم انموذجی ای ذی سوکرخ

لولوی لالای براقی برآید از یکی | هم از و مرجان آتش گون لمهیش چار شاخ

انطفا یابد ز برد شش گرمئی سوزان تو | گر بود در طبع خود از روی تو اندر مناخ

در هوای گرم تو آتش برافروزد دود را | همچو فرعونی بسوزد چار ارکانیت لاخ

همچو مه در آب روی خود ببین با هوش کل | هفت گردون هفت اقلیم رو نماید از حلاخ

چون روی از هفت گردون در محیطی می‌زنی | راه معراج است غیر از نردبان شاخشاخ

منبع این چار جو یابی از آن آن بحر محیط | بشنوی ای در مکتبا تا سوای این صماخ

وندر آن ظلمت برآید شمس تابان از افق | تا نه پنداری تو جسم خویش را چون دیولاخ

آب حیوان است اینجا چون روی یابی ضرور | چون قلندر چار ضربی رو بدل و سنگلاخ

چار مرغان خلیلی کشتی چون پیش از این
همچون حلاجی تو باشی هر جسم خود سلاخ

پیسه گشتی لا جرم گوی خوار تها فقیر
تو چه دانی این منازل خود بجامی در لداخ

در تعریف رسالهٔ گلریزِ بزمِ ادب

ظلمتِ شب از ضیاءِ صبح دامنگیر شد
وز صبوحی بر گلستان آسمان نم ریز شد

در گلستان عندلیبان نغمه‌ها پرداختند
گل ز دل شد زر فشان و گلستان گلریز شد

از جنابِ دل زبانِ عاشقان شد در نوا
خامهٔ بزمِ ادب بر نامه سنبل بیز شد

روی گل جانِ ادیبان خوی گل گل انگبین
بوی هر گل روح پرور سوزِ بلبل تیز شد

دردمند را دوا گلقند و دل در فرح و شرح
خسته جان را از پیامش باده لبریز شد

گلعذار و گل رخان را عطر ریزی رواست
ساقی کوثر بساغر گل وصل آمیز شد

خمر از انگورِ خلد و حسن عاشق پر خمار
چشم بسته بر رخ حوران رخش زر خیز شد

هر گلی را رنگ و بو هر بلبلی را سوز و درد
هر فقیر از فقر آن فخر رسل لبریز شد

گشته معین همه را کار خود — کرد و قلمند قضا تا ابد

سعد سعیدان قبل از زادن است — خط جبین اشقیا را همچو مد

کار جهان است معمای قوی — مختلط است قهر و کرم نیک و بد

دل ز رخ لطف و کرم خوش ولیک — واصلے را قهر و نظمه کرد رد

زلف اگرچه شد زنجیر پا — راه نماید بسر سرو قد

در غم و اندوه خوشی مضمر است — در طرب و عیش شری سخت بد

کار جهان است بخورشید راست — ظلمت شب سر نهان وا کند

بوم شده واقف اسرار شب — زان نظر اندر ظلمت شود

تارک دنیا دو چشم پوش — مائل ویرانه که گنجش بود

غافل دو دست بر و طعنه زن — او همی گنج سر مست رشد

گنج بود ویرانه همه مخفیند — بهر کسے پشت بدینا کند

گنج نهان در همه ویرانه ها — بر همه محتاج همان دست ده

خاص خدا بر همه شب پا بیدار۔ اهل دل مست بخواب همچو در۔ در دل شب نور دل دو جهان
چشم که شب خیمه ربا زر و زبید۔ می طلبی چشم و نظر ای فقیر۔ ظلمت شب میدهد طول ید

غزل ۴

بس خجل گردد حریص از طمع خام
گرچه در قرب شہاں باشد اخاذ

در تلمذ ذاز عیدذی ونیذ
نیست سودے جز کہ راکب بر فخاذ

دوستی باناکساں خصم خودی
کے بہ نزد نیک طبعانت معاذ

چون بہ یار بد روی مارت گود
بندہ عبدی شوی یابی عیاذ

بندہ باشی بندگان خاص را
سرور آں بندگان باشد لیاذ

خس شوی چون نسیم سیلابت برد
در بود صدر صدف دارد ملاذ

باز زر خالص بہم آمیز گشت
ہر کہ در مس ہمچو نوشادر نفاذ

ترکہ کن ایں یا طلان یاز ہوق
سوی آں بلذ ائیں اجلواذ

باش تلمیذ تا امیذ ای نقیر تا زاستادے شوی مر التذاذ

غزل

غنچه آمد در شگفتن از تماشای چمن
یار من بود در چمن با گل و بلبل در خمار

کامرانم در تدابیر قضا خواهند بود
فطرت آدم نظام انجم انجا سود خوار

زر در و مادر اگر از قید و بند شوهر است
نیست آزادی که تنها بی کس و بی تبار

روز با عشاق و عشرت طبع کثرت آزما
صیقل فکرت خیال اندوز برد حد شمار

شب بخلوت با صنم زلف سیا و آب چشم
بهتر از تخت سلیمان جام جم هم ذوالفقار

کار دنیا انقلاب است و تغیر صبح و شام
خوب آزادی از دل کرد بر آن سوگوار

ضد نمود ار است از ضد زان همه اندر ظهور
نیست ضدی با خدا پنهان از ان چو عشق یار

عکس تاب شمس را از روی عالم بین بروز
روی مه در ظلمت شب بی حجابت دلقرار

کشتی طفلان بماند کشتی رستم و سام
نقش روی رستم ار بیند نشیند در مزار

مرحبا بر کودکی در کار ماند مستقیم
یا همای شه بود یا همچو لوحی شب سوار

ما فقیرانیم مارا یم نی بار کسی
گه سگ لیلا بگو که چون کنار یار غار

رخ در نقاب ناز گیسو دو دارم دراز
جادو ست چشم بر ناز باید حسین غماز

افسونها نهانم تعلیم داد جانم
در عالم قدس خوانم باید چنین پرداز

پرورده کرده گفتار تو ما و من تو جا
گشتم سپرد بلوا باید چنین انبار

دل بردو نرد را باخت اندر فراق انداخت / دل از زخود به پرداخت باید چنین قماز
از طنز سینه چاکم وز رنج او چه باکم / افزود اشتیاقم باید چنین طناز
چون یافتم تنزل از جرم خود ز منزل / داده خلافت دل باید چنین ممتاز
جانگاه را بنمودی داد و مست فرمود / آغاز جلوه بنمود باید چنین آغاز
دیدم بجام عالم دز دید دیو جامم / شد سیر آسمانم باید چنین پرواز
از عشوه آتش افزود داریم سینه پر سوز / پرداد بی پر آموز باید چنین شهباز
اسباب عالم را کرده خراب و ویران / دستگاه بی سبب داد باید چنین جواز
آموز کسب غواص در بحر شو چو رقاص / در رنج گنج اخلاص باید چنین جانباز
در پیش روی پیر تا ز مهتر نیاز اسان / محمود را چو ایاز باید چنین همراز
شوای فقیر حداد کن آله های فولاد / تیشه بزن بر شداد باید چنین چرخ انداز

تجسس لازم آمد تا بنا شی صید ابلیس / بسا شیطان آدم رو کنند اندر جهان تدلیس
بدنیا آز ار خیالان لاف میدارند بی تاسیس / که از من در دغا شیریان خوارند بی تشویس
(مسودہ میں بہ سبب باریکی یہ الفاظ پڑھنے سے رہ گئے)
مکن باور بران لاقی که وقت جنگ بگریزد / بلاف از سحر بابل مینماید دستان وار تدنیس
چو صنوس است اصفهانی و سالوس شن بدان آن چالبتش / کسی گوید که طرطوس هم بیجا اندر چون تعریس
مرو با دو بهان وگودکان در جنگ ای حقی / همه را دان مخنثها و زنها گرچه چون بلقیس

مجو صدی ز طاؤسان نو رعنایاں مجو شمشیر — بنازک طبعی دارند فخر و ناز ہم تقدیس
بوقت جنگ جنگی شیر غزال مرد میدان است — بماند سر بکف تنہا ست. قدم چشم و نظر تدلیس
تا نسن باید بت با حیدر کرار و یار غار — بوندت در جہا اصغر و اکبر معین و انیس
سزد حمد و ثنا کردن چو پائی یار کراری — مظفر ہر زماں باشی موثر بر سرت ابلیس
کسے کو مبتلا ہوس رتنا سا بینہ آتش کا لوس — ز ضعف ہمت از نبت بلغزای جرم ہم تلبیس
بذکر و فکر فن آموز چوں شیر نیستاں باش — فقیر ابہر جبر جیسے نفائس تحفہ ہا نفریس

غزل

دید را بینا کنم از راہ گوش — فکر را پا پر کنم از راہ ہوش
بے توقف دارم آواز دراز — مست مے باشم بہر دم یاد نوش
از شنیدن گشتہ ام ممنون سمع — بر دلم افتد از آن صد ہا خروش
معنئ از صورتش ادراک یافت — در نظر باشد ز عکس آں نقوش
زندہ گی دارد جہاں را از خیال — قوت کامل درو باشد خموش
زاں محرک ہا مئے تحت الثریٰ — از خیال اندک ای ذی فہم ہوش
لرزہ اندام ارضی را دہد — راز ہای بستہ را آرد بجوش
شعلہ زادن رنج تا ماہ نہم — در ظہور آید جنیں پردہ پوش
شعلہ گنج است رنج ہم افسونگار — ہر کہ جوید یابد آما بجہد و کوش

شک بود مائل بالکار و جہد | ظن باقرار است غالب دار گوش
چون یقین پختہ بر روح و تنت | منزل دیرا اندرش ہمچون سروش
نے تصوّر بلکہ در اثبات دان | زین جہان باشی جدا و سبکدوش
کار کن آلات حسّت کوفت شد | بایقین شد راشدی حلقہ بگوش
شرط قوت خدمت لاغر بود | نے چو گربہ در پئے بیچارہ موش
ہر چہ خواہی از یقین یابی فقیر | حال گیر و ترک کن فردا و دوش

غزل

فیض یابی ز پیروی خواص | باش حافظ بسورۂ اخلاص
ربط کی با کسے او مرصوص | گر تو خواہی بنا ہو خود ز رصاص
چون عمل نیست نیاز آور | او غنی است از عوام و خواص
خوب و زیبا نیاز بہر حصص | پیش معشوق ما و درا زور قصاص
دان نیاز است سیّد الاعمال | پیش آن نازنین خاص الخاص
در قرآن بیں تو آیہ منصوص | بر غضب ہست سبقت اخلاص
بر در مخلصی نشین بخلوص | یابی ز آفات و رنج و غصہ خلاص
بر شبابی خود شوی چو حریص | در جہان باش پس چو عمر خاص
طے اگر میکنی منازل عوص | زندہ خواہی شدن چو عمر عاص

آرزو در دل تو ہست محیص — چوں ابوحفص باش پیر وخاص
بر عیال اللہ باش تو مخلص — عوض جہد میدہند دلاص
ہمہ انگشتری را چو فصوص — باشی باللہ در ہمہ اشخاص
بسر خود ترا است سبد قرص — در بدر میکنی طلب اقراص
کحل شو بہر عمش و مرض چشم — مجتنب از حموضت و اجاص
بے ہنر بہر زماں در تنقیص — مالک گنج گوہر است غواص
باش ترسندہ چوں بگیرد حق — بنودت آں زماں حین مناص
قاتلاں و لصوص راست قرص — از ہمہ عادلاں بہر قصاص
نرم شو ترک کن نفیر غصص — حس یابی شوی ز قبح خلاص

غزل

غافلا معذوری از مسیم بیاض — ورنہ عیانست آیات فیاض
ایں غرضہا و عوارض در عرض — خود رحیض است جوہر از مبد فیاض
از تمارض داحقی و خشافغی — ایں غموض تو بداند آں نباض
بہر تحریض و تناقض ہای ما — بست بے رنگی بالوان و بیاض
در تبا عفض موسے با موسے — رب گو فرعون شب روز انتقاص
چو بہ بیرنگی رود ایں رنگہا — آشتی و صلحہا در انتہاض

موسی و فرعون در یک روض حفض — دان تناقص ختم شد هم انقراض
این عجب پیدا ز بی رنگی است زنگ — پس چرا در جنگ ها با هم اقتراض
حل کنم این عقد کن خوض عمیق — ز آب افسردن روغن آید در حیاض
عاقبت این هر دو را افسرد بغض — در خروش و نا فقند و انقراض
یا نه جنگ است و غموض حکمت است — پاسبانی خار با نگهی در ریاض
یا نه این است و نه آن پس حیرت است — باز از این نکته ای دشت بیاض
اندرون نار بعضی منبسط — بعض را در بوستان ها انقباض
نفس توسن عقل بر آن رائض است — روز و شب با یکدگر در انتقاض
(مسودہ میں بہ سبب بارش کے الفاظ مٹ گئے ہیں ۔ مرتب)
حوض ترسا از غیب پرساختند — گر نبوشد کس فقیرا ده حماض

غزل

خاک را بر هفت گردون میبرد سودای عشق — در ظهور آید رخ مستور کی بی ارتباط
بر همه اشکال قادر میشود چون قدسیان — هر فنی را نزد شه در شکل ها حاصل نشاط
من چه گویم طاقت ارواح علوی از زبان — چون بحبل عشق خود را ربط کرده چون رباط
گر دلیل آب در صحرا است آواز قطا — لامکان بی نشان ها در ره هادی صراط
هر جملی را عجب هست کردار جمال — عشق بیپایان زان بود هر یک جمیلی را مناط
هر که در اندوه و غم انداخت خود را بهر یار — مطمئن باشد از آخر زلو را انبساط

شادمانی شد نصیبش دولت پاینده یافت — هر که داند در فنا خود را مسافر در رباط

مدعی بوالهوس دان از شتر مرغی بزاد — میخوره افسوس آخر گر بود زلیص سماط

پیشه ام گر بت پرستی جنتم دارد مقام — در نظر دارم که ممکن میشود سم الخیاط

چیست آں سم الخیاطی پیشی ایں باده خوران — وزن جبریلی بود در بیضه مانند قیراط

باده خور از باده خوران ای فقیر باهوش باش — با دل بیدار بهتر چشم پوشی بر بساط

غزل

بمشکاتیکه نور افروخت الم نشرح لک حفاظ — با خلاصے که مخلص شد لوایش بر سر حفاظ

چو خاکی روح را صیقل کند بر لوح محفوظش — نظر جز ایں علوم ما نخواند رو همه الفاظ

کسے کو در غلاظتهای ایں جسم کثیف افتد — سر در آتش سوزاں که تا صافی شود در اغلاظ

لذا بد میخورد هر کس که اندر راه ناموزون — مریض است ابهر در مانش مهیا کرده اند شواظ

مریضے را که از حکم طبیبے رو بگرداند — دو چنداں در بلا باشد و را گویند نا حفاظ

لئیم است هر که رو گرداں مواعظهائی واعظ شد — کرمی جامه برنگی چو گاذر شست از اغلاظ

لفوظی از بیوظی هر کرا هر دم چو نر گاوی — سرشش نطفهٔ ثوری برو ثور سا لفاظ

مرا کردند حکم کظم غیظا و حفظ ای جاحظ — هماں بهتر فقیر اگر ز واعظ مر نزا لحافظ

غزل

بے زباں گوید دل جانانہ ست شمع — از دل سوزندہ ایں افسانہ ست شمع
روز اول اتفاق گشت شبی = — با دل فسرزانۂ دیوانہ جمع
سوز دل ہم خاموشی با آب چشم — دیدہ ام در خندقش ماندم [illegible] طمع
بدا باعین جدا اگرچہ ایں صفات = — صحبتش افزود نامم نیک طبع
شین صافیم محبت میم دان = — عین عین ذات را آخر جمع
اولیں بنیاد آب و دانہ اہمیت — بہر دو زبں رو صاف تر از لمع لمع
بعد ازاں گلہا و زنبور عسل = — پیہ حیواں زاں شہم در بزم ورع
سوز آں صاحبدلاں چوں یافتم — آتشی افروختم بر دل زسمع
ز آفتاب آہ او من ماہ رخ = — گشتہ ام از جذبہ آتش کافور شمع
حسن اول بد تخلیو نگاہ خویش = — جلوتش از عشق شد بر بام طلع -
عشق را بر حسن خود افروختم = — دم فرو بستہ زبانم قلع و قمع =
نیست گشتم از وجود ذی فراق — داخل اصلم رہا از صرع فرع
چہ عجب گر شمع شد خود را گداز - — نیست محسوسش ہمانا درد ضلع
ایں بشر در ضلعہا حاس جان — جاں کنندن ہست تن دادن بخلع
در فراقت یار گر سوز و گداز — مات باشی خود تو کن خود را بلع

تخم کشتی در زمین بر پختگی — از درو خستم است حکایتهای زرع
طمع وصل منزلت گرای فقیر — نیست شو از خود خودی کن درع و فزع
باغیکه گلشن گل شده ور یافت دراں زاغ — ہر باغبانی زاغ پرور آخر خورند شش زاغ
در روز بنو خور شود نگر نره ایں حشمت — در ظلمت شب نیست مگر بهر هست چو چراغ
آیینه بدست آر و پس انگه تو به بین روی — تا محو شوی دیده را ده سرمه ما زاغ
در کار جہاں باش که روز بینه میسّر — وز جمع زر و سیم به پہلو بودت داغ
خوش باش کم اندوه پراگنده مکن دل — کز طمع اضافه میشودت داغ چو بر داغ
رد نقش شود در زیر پای اہل وفائی — بگذار تو لاغ و بسته کمر باشی پای چراغ
در دست مده با وفا بنشین وارد آت — در دور صحیح نیست کسے جز بسوزد داغ
جهدی باید تا بعهدی عهده یابی — گر صورتت علاج ہا د باغ بیا صباغ
دل صاف کن از منع و ماغ در راغ فقرا — ده آب به بی تابیش شگفته شود باغ

غزل

ذلیل گمرہی خود بینی ولاف است — ذلیلی از ندم ے یافت آلاف
خلیلی را ندم غالب بهر دم ره — بود مغلوب کبر و فخر اجلاف
زبد بینی شود مردود بد بین — زبد بینی رسد علت باطراف
دلی کو از ازل کرد ند صافی — بسی دلها ز رویش صاف و شفاف

نشیند چوں کسے نزدیک آں دل — شود دلدار چو بود قلب او صاف
چوں آئینہ بداں قلب مصفّا — خیالات ہمہ دلہاست کثّاف
بنہ دش دار دل پاک از وساوس — شود نامت نکو در جمع اشراف
معینت سالکاں راہ باشند — برافرازی ہمانا نام اسلاف
شوی در زمرہ نیکاں تو مقبول — پس از مردان رسد فیضت باخلاف
خیال بد برآں آئینہ چوں آہ — رساندم ترا آفات اصناف
کنی تدبیر بر رفع شکایات — کسی نکند وقایت قاف تا قاف
ہمیشہ باش ترسندہ ز دلہا — فقیرا گر تو خواہی رسم والطاف

وای بر تن پروری رد حش از و باید طلاق — حیف آنرا زور فیق تن بباید سہ طلاق
ابغض الاشیاء عندی الطلاق آید حدیث — از ہمہ بادا برآں ہر دو خبیثان صد طلاق
رفع غسلاظت از مغلّظ دان نکاح غیر را — دانشش گفتا کہ دہ چنداں عشیش شد سکاق
نے برای فصل کردن آمد ایں لفظ کرہیہ — ہمچو ظلمت نور را ضد است با لفظ وفاق
نقص عقل و دین زنی را نام او نفس لئیم — با شجاعت مرد آنست کو بدش سر چوں قماق
راحت تن رد شیطان حفظ ایمان جهت دان — وصل دل را او وسیلہ گر ترا دارد مذاق
پرس از مجنون شیدا معنی لیلا کہ چیست — پارہ حسن است عشق انگیز دل دارد وثاق
نور چشمان ہر کسے را نیست [illegible] — با پری [illegible] ما لا یطاق

هر کہ با یاری وفا دارد صفات شد کام او — در بغل دارد دغل آن بیوفا را گشت عاق
فطرت صالح وفا کردن بود با ہر کسی — فطرت طالح دغائی بی وفائی و نفاق
جنگل و صحرا پر از روباہ و خرس گشت خوار — در نیستان شیر غرندہ کہ جفت است یا کہ طاق
گوش کن آواز شیری ترس ترسان روبہ پیش — منزل اصلت نیستان در سرت گر اشتیاق
شاعران بسیار گو دارند گویند ای فقیر — نیست علامہ کسی ہمسر بدان کسی اتفاق

غزل

بیا ای ساقی بی باک در دست تو جام تاک — از و وا شد علن جام جم نماید جان ام پاک
ز آب خضر او خضر است ہر رندی و ہر مجنون — ز دست تست ہر انسان کواکب پرور افلاکی
ز تاثیر کواکب بر زمین شور لیست در دوران — ز جان ما نجوم کجرو ازرا است شد ادراک
زخمہا پرورش یابد ہمان آبیکہ خضرا نام — دہد زر عاشقان را خون خرید میکند خوراک
قضا را بد غرض خمخانہ را بہر تو بر سازد — سقا آدم تباک آمد بہانہ گندم غمناکی
مکرر قند سیا نزا آمدن در جامہ رنگین — فنزا بیند مستی اندان سرور کوی تو بر خاکی
بذوق تام می نوشند میخواران ز خمہا می — سرم خمخانہ را در سجدہ میی آلودہ باشد خاک
سری کز بادہ عشق تو سودائی نیفزود — بود گمراہ در تیہ ضلالت میشود ہلاک
اگر گمراہ صد سالہ برد بوی ز میخانت — ہمانندم میکند پیر اہل ناموس از پر چاک
من از روز ازل مشکو پیمانم [illegible] — ز دست [illegible] رسد آن می کہ ارسنک

الایا ایہا الساقی ادر کاسا و نا ولہا
گذر از زلف او کردم کنوں طواف خال پاک

نیقرم ترسم از آواز بر در گاہ مخموراں
کہ شاید عار میدارند از دیدن بریں انہاک

حلقہ ہائے دو چشم ماخوش زنگ
ہفت گردون رسیبر آں دل تنگ

وسعت آسمانہا شس چنیں
نیسلگوں چرخ در خجالت و تنگ

جام جم را بدیدہ ما دیدم
شان جم یافتم بغیر درنگ

یافت عمر طویل ز آبش خضر
چو نظامانش آمد با آہنگ

طور موسیٰ برآں است روشن لوز
مردم مرد مک بزور پلنگ

نورنگہتش چو در فرحت بخشش
نار مرجاں اوست ہمچو نہنگ

چشم یعقوب گر شد است سفید
از دو رنگی شد است در یک رنگ

یافت زاں مصر و خوبیش یوسف
پیسر کنعان را زدودہ زنگ

شہ پیالاں دور عمرم ہم
بنمایم نقاشی ارزنگ

دیدہ بکشا تو ای فقیر بدل
پائے نہ بر رکابہای کرنگ

ہہہہہہہہ -

غزل

گشته ام طواف باب خانهٔ عنقا نشان
دہشتم برکت و راحت را بدیدم پائمال

ای خنک آنروز قرآن بود جاری بر زبان
هست با صد فخر و دانش نزد ما حیض الرجال

بوسه داده کفشم بر چشم خود مالید دوست
چون بمغزم در رسید تاثیر آن زهر هلال

راز دل با کس نگفتم چشم من شد خون چکان
بر حریفان آشکارا گشت آن صد طرح ملال

دست پر انجم شده بر نار زلفش چون زدم
مار پر فن هر رهی را بود و ماندم گنگ و لال

چون ز حق گشتیم و برآئیں شدیم از نفس خود
فارغیم از قهر ابلیس و فسونهای دجال

آهوی چین را تو صیادی بجز سامان فقر
صید گشتی لاجرم بشکسته این بر و بال

غزل فارسی ردیف الف

اندر عقود موجود سخت است ورود ما | چون در سجود جانم واگشته عقود ما
پرواز خیالاتم در سیر عدم حیران | سرگشتهٔ عدم دیدم از بهر وجود ما
خیل تفکرم در صحرائے بے نہایت | در آتش لعل افکند بمنود شہود ما
عنقای طائرم را پرواز بے پری ہست | صیاد صید بالا اعلیٰ است حدود ما
در محفلم فروزان چون شمع جانگداز ان | پروانہ سوزد آئین وورود ما
گر من حواس بندم دم در وفای جانان | آنست صوم دائم انیست قعود ما
از آن قیود محدود گشتم بہمت پست | این ہم یقین نیر ز د انجا کیود ما
ہر در گہ بے نیازی ناز نیاز دارم | کز عفو عفو خواہم انیست درود ما
تا چند باشی ای دون دنیای دون خواہان | بنشین با فقیران بشنو تو سرود ما

ردیف با۔

ہر چند ز آشوب تو گشتم مرعوب | مشتاق دلم ز حسن مفرایت مضروب
بر اہل عرب زعمر دس عمرب طروب | خلد است بر آنکہ ہمدم اوست یک عروب
ضماز بہر آشفتم فندق لبستی | فندق شکستہ مست میم تا بلغروب
فندق زنم بلحن خوشش بیت و فا | آغاز کنم تا کہ رہا شوم ز حرب
چنگ و رباب شد موافق بشادمان | تخت یسہ قرینی و ہمدم بکرب

از غنچهٔ جبین تو نیسان بگریه آب — دُر در صدف و گل بزعفران خنده خوب
از خنده دهنے تو بادی وزید خوش — گل یافت روح آتش و بآتش خروب
ایں چاکریم که بجالے آرم — گر تو شمری بعیب کے باشد خوب
آں خسته دلے که اسیر زلفت — همسایه رویت چرا شود مغضوب
کشکول بغل گیر فقیر است ز عشق — از پسته و بادام تو جوینده لبوب

نگار گلرخ من شکر زبان دارد — ولے بدرد مرا گل انگبیں نشده است
بعجز الطف من جبیں چو سر که ترشی — ز مهر گرمی جگرم سکنجبیں نشده است
ز پیچ پیچ دو گیسوش و اشتک غریب — ز سنگ سینه بدل به برزمیں تشده است
بکربلا چو حسین او فتم ز فتنه او — به نوش آب به تشنگا حسیں نشده است
ز کامرانی من ذحل بدر انداخت — ز قهر او سعدیں که قریں نشده است
بگفتمش منم آں حلقه بگوشس تو — بگفت درم را حلقه زناں نهیں نشده است
بغمزه و عشوه زهر ماب شکر ریخت — چو نهم بسلم و زمیں بهیں تشده است
بگفتمش که حریفاں باده نوش شدند — بگفت فهم ترا گذر براں نشده است
ز عکس چهره خود داد منت پرتو — سزا انجایی که او ایں نشده است
ز نازنیں چیتاں که شیوه ستم است — به بیں که شاهد مجنوں گهے خریں نشده است
بگفتمش که ز اول چرا تو جلوه دهی — بگفت صیغرم بمرعی که تمیں نشده است
بگفتمش که رقیباں عیوب مے شمرند — بگفت ... نشده است

بکشتن چہار مرغ خلیلی کوشش — ہنوز چہار فضائل ترا کیس نشدہ است

(مسودہ میں باریکی کی وجہ سے یہ الفاظ لکھنے سے رہ گئے)

در تعریف و تاریخ طبی کانفرنس منعقدہ ۱۳۰۸ھ بمقام سرینگر

معلّمے کہ زوال ہماست شان قرآن است — جلد بد جامہ قدم را امان و برہان است

حیات و صحت اجسام ز علم ابدان است — چو خفا ذرہ ز ظلم و ز بیان یونان است

بآبیاری بقراط ثبت یافت بلوح — ز عقل و دانش سقراط عیان بآوان است

ممد دولت اسکندری معلم اوّل — پر لیست بند قوانین کہ حد انسان است

ظہور داد بلیناس اصول سائنس را — وصول دست سکندر ز آں بدوران است

بزور قوت بازوی بو علی ایندم — تموز سائنس یورپ چو مہر سرطان است

رواج دار فرنگی بعلم خود در ہند — بسکہ زر و سیم و رزق شیطان است

نماند یاور و یارے بحکمت یونان — چو مور فتادہ و دور از سلیمان است

ز اتفاق ہمایوں بجنت خالد ما — ہنوز تخت جہانگیر ز زور مردان است

بلند کرد علم را چو علم طب قدیم — باتحاد اطبا کہ فرخ آوان است

برای علّت و امراض ز لطف لطیف — ز فضل عبداللطیف بس شفا و درمان است

رئیس جمع اطبا و معین فن شریف — بعلم و فضل عبدالحمید فخر دوران است

بہ برج باغ سلیمان چو اختران سعید — پئے قمر ہمہ مہمان نا ہمایان است

نداہ دور درازی مکلفند بخود — بمقصد اعانت ما غریبان است

بجود خالد کشمیر چو خضر آب حیات — ہنوز تند ایں فن مردہ کہ ظل یزدان است

همیشه زنده بماند است نام عدل و کرم — کریم در صف نیکان بباغ رضوان است
عنایت است ز یزدان بما تو سلطانی — بہ تست عین عنایت کہ پایہ چوگان است
بدفع ظلمت ۱۳۸ داج آو گو وتار یخ — بلند پایہ کشمیر بخلد ہم شان است
ہمہ امیر و الطبا ، بروی او نگران — فقیر چشم بہمیت و خوی شاہان است

غزل

بصورت آرم ایدل معنے الفاظ اسرارت — سرشش اللہ ہو یاد اخیر گنج کرارت
خمار چہرہ ات از بادہ خمخانہ رومی — بہ چو در در سلک مے آرد خیالت نکتہ کارت
شبے در بحر ظلمات شدن غوطہ خورو سکران — بیابید جاودانی نور از عماں در بارت
مریدم جز تو باقی ہیچ در فانی سرا ید دوست — شکن از زلف تو پیچم ہما تا شکنم زارت
رسن انداختی حلقم بغیر از زخم مقتولم ! ! ! — نگوید کس ترا قاتل عجب این رمز پندارت
زنار عشق تو خاکسترم اما چنان رماد — پہ چو پارہ زندہ ام ہم مرہم نیش کہ از مارت
بہ پشمینہ یک (مسودہ میں بسبب باریکی بر الفاظ پڑھے نہ جا سکے)
منم آسودہ در کوی تو رہزن راہ زلفتہ — بیرہ ہا نیست کار من ہمہ جا ہست چوں غارت
فقیر افقر بہتر گو بود یارت دل محزون — ز حزنت سر بسر شادی بر آرد سر بکنارت

همت وجود کار مرداں است | بخل و دون همتی کار اناث
کار نیکاں مراتب است و حدود | شستن لوث از جسد به ثلاث
کار مرداں ز حد چنیں بیرون | نذر صدیق بین تمام اثاث
رائحه میشود فسرده دل از روح | زائل است از دلاں بسوی کراث
معنی را چو رو نماید خصم | صورت دیگری کند احداث
گشت شیطان خبیث را رهبر | دل بدل کرد فطرت اخباث
هر که در روح پرور یست فقیر | خود شود غوث بهر خود د غیاث

گر جمع زر و سیم کردی یا هیچ نکردی | ور طمع اقالیم کردی یا هیچ نکردی
دست ور شاهرف کند مال و زرت را | از خود خود را لئیم کردی یا هیچ نکردی
از جاں کندی زخم زدی بر تن نازک | از دست خود خون ریم کردی یا هیچ نکردی
سجاده و تسبیح عقیلند بپا یت | ور صوف بر بر گلیم کردی یا هیچ نکردی
اشعار هم اسرار را تو از پی اظهار | ایں لخت زباں کلیم کردی یا هیچ نکردی
گر تو سحبانی ور تو افلاطون زمانی | فهم و دانش سلیم کردی یا هیچ نکردی
شیادی و شاطر و حسیه لفی و ظریفی | از رو بهی جاں عقیم کردی یا هیچ نکردی
حیراں بود ت تشنوی گر بند رنداں را | بر شادی خود مبهم کردی یا هیچ نکردی
دل آر بدست و روح پرور نغمه کن در گوش | ور نه جانرا سقیم کردی یا هیچ نکردی
با هوش بگوش نغمه کن نوش از دو ز نی بیرون | سالم نکردی نسیم کردی یا هیچ نکردی
با مطرب و می گیر فقیر ایں همه هیچ است | از زهد بدل رمیم کردی یا هیچ نکردی

غزل

قلم پیچید بر سر چون سیاهی | بکاغذ می‌شود چسپنده خواهی
اگر گذرنده شد قانون قرآن | سرش زیبد بتاج از شاهی
بر بدن باید سر پا شستن از آبے | اگر جاری زبانش شد بواهی
نوید قصه هائی درد دل چون | بخوانندش همه ظل الهی
بلوح پاک جبهت خط اسود | نشان از بودنت خاطی گناهی
رفاهیت شود ارزان بجانت | بجمع سالکانش چون پناهی
دلت محروم گر از داغ هجرش | یقین دان باشی در یکجا تباهی
ولے کو مبتلا از صد بلایش | به بیند ارجمندی را کماهی
وجودش نور از ظلمت جدا شد | بسلک دردمندان هرکه راهی
بود گویا ترا کلک فرنگی | دواتت کے فرورت باش جاهی
ایازی گر بزہر پای محمود | بود حکمم تو از مه تا بماهی
زخون دل بگلرخ نامه بنویس | ز شیرش میشوی شیر الٰهی
فسوی حلقه بگوش ار تو فقیرا | غنئ راهما نا کج کلاهی

غزل

گل اگر خمار دارد حسن بی بنیاد نیست
صید زلف حسن را هم خطره از صیاد نیست

زلف پر چین ازل زیبا ز خالِ بی بدل
قوت هر مرغی که دانه شد ز دام آزاد نیست

در قفس مرغی که دانه یافت از حسن ازل
بر دل او گوی ابد پرواز او بر باد نیست

نی رود بلبل ز دوران حسن گل میدان مدام
گاه گاهی جلوهٔ او سردی اکباد نیست

از وصال دائمی قایم نباشد سوز و درد
در فراق یار مشکلش در جهان تنها نیست

نغمهٔ در دل بلبلا نزارو نمود از روی گل
گر نبودی در چمن پس ناله و فریاد نیست

نقش خوبت در نظر بهتر چو باشی با صنم
دوا گر عقل سلیمت مانی و بهزاد نیست

عمر تو بادا دراز ای گل بر این بهجت کهت
در ترازو دار گران یک پله عدل و داد نیست

گلرخان را زر فشانی میکنی ای باغبان
بر مزارِ ما فقیران گر کنی دل شاد نیست

ردیف التاء کا ایک

غزل

دلے کو زبازئ بطن امانت
سرش دمبدم برد رسومنات

بسنگے کہ بطنش نہ قابل بلعل
سنزد برزخش شکل لات و منات

باآہن کہ در دست داؤد نیست
در آتش بود بہ وکوب جہات

ہنر را بیاموز و خوکن عنا
غنی میشوی گنج در زیر پات

ہر آنکو نظر بند بر روی خوب
بود کفر او از ضلالت نجات

بامداد رندان توکن خاک پاک
بہمت شود خاک نوری صفات

بکن یاد ثم استقاموا قرآن
عنایت کرامت شود از ثبات

چو عاذرستم مردہ بینت سال
مگر زندہ است آرزوئ حیات

کہ شاید بیاید دم عیسوی
بہ بخشند روان وکشد از ممات

فقیرم اگر فقر از من ملول
دلم خوش دہد نام نیکم برات

رُباعیات

ایرانی سفیر ہند ڈاکٹر سید علی اصغر حکمت در تعریف کشمیر

در تال کشمیر نگر گلہ بط ــ آمدم کہ شنا کنند از بحر لبشط ۔
از سیم کشیدہ اند گوئی بغلط ہر صفحہ لاجورد صد نقط وخط

کشمیر صد شش چنار در ہا موتی است کش خمرو تکوہ خود زکوہ افزون است
آں برگ بہ بین شاخ گسترده چوں کف کرم ز آستیں بیرون است

ای زہرہ جبیں تیر مژہ ماہ مثال من مشتری جان و خورشید جمال
آں کشتی زرد بین تو بر عرصہ تال تال است چو آسمان و کشتی چو ہلال

افراشت چو ابر خیمہ در باغ نشاط گسترد چو گل سبزہ صد گونہ بساط
بلبل بفغاں گفت کہ ای گمرہ زار می نوش وغنیمت شمار ایں است مراد

اس کے مقابلہ میں کشمیر کے ایک اہل قلم حیرت کاملی شمس الدین پانداتی سرینگر نے فرمایا :-

پیراموں در تال نگر ہم بوسط خیلے بنشطر رسید خیلے ادلبط

بر سطح زمردین زبیندہ شط گویا کہ بحرف سیں نہاد ند نقط

نخلیت چنار با شکوه و پیرو یال　　　　بر سرو و صنوبر و شمس فرخ بال
هر نوچه و سبزه و گل و لاله آل　　　　چون در داماں مادری خوردہ عیال

طبعزاد فقیہ سوپوری حکیم غلام محی الدین شاہ

در تال کشمیر و گردش گلہ بسط　　　　سیارہ و ثوابت اند در دور و نقط
آندم کہ مراجعت کنندہ از بحر بشط　　　　سیارۂ ناطقند در فم بر بسط

(مسودہ میں بہ سبب باریکی یہ الفاظ پڑھے نہیں رہے ہیں)
بر گشش چو فسلہ خدستان مبسوط است　　اما　　بہ تہید ستی کر یا نند

ہفتشہ یکشتی جو بہشتی در تال　　　　عیاش بصرف مال و مغنی در تال
چوں حوت بحبروت رود مہ تمثال　　　　یا جامہ زر و سیم آب سیال

حضر است بساط باغ نشاط زار بہار　　　　گشت است منقش بر برگ از ہار
بلبل بکنار گل گوید پر خمار　　　　خلد است بیا زود ای عاشق زار

فقیر جانباز] روزے من بارادت تامه و رہبری علامه در محفل نگار خورش گفتارے رسیده
ازدر درآمدم - یک قلم برمن نظر انداخت از بدلاں پیراز جدول بر از جدول بے تاب کمال
جمال حسنش گلگونش دیدم بے حجاب۔ نورے سروے برمن افزود چوں شب مہتاب خالی
ہم بنود بتعلق و توسط از تموز و تندی آفتاب۔ تشکرے ریخت از تنگ دہان و
گفتم انتظار تو بود بے حساب، اما بناز پروری و لاپروائی درآمدی بصدائے بے
بناز بشتاب۔ چوں آن جمال جمیل و کلام شیرین و قلیل دیدم و شنیدم دل خسته شده بسته
بصد زنجیر و طناب۔ بعد ازیں بسرعت سریع رو کرد زیر نقاب بے تحاشا گفتم اے گل
اندام شیریں کلام اکنوں چرا کردی حجاب گفت لاپروا این است عذاب ۔

روبسوی آسمان کرده گفتم ۔ ربنا اکشف عنا العذاب - بدل گفتم کہ یافتم قند و گلاب۔
اما بایستے کہ تا جہل بمانے در تموز آفتاب ۔ برای درمندان بودے آورنده شتاب
گلقندے دافع اضطراب۔ و رافع سحاب شد و آید از ناب برزبان راندم در دنیا میخش گلقند
نگار را چه صواب - من بمیمانم و نماند ایں قند و گلاب ۔ البته اید بر طالیان صحت بودے مانند
شراب - پس بعجز و انکساری عرض کردم و ملتجی شدم بصد آداب ۔ ہر چند که الحاج و اصرار نمودم
روترش کرد و چیں بجبین انداخت گفتم کہ اگر ایں شیرینی عجز م و ترشی جبیش را امتزاجے

نیکو شدے بہجو امتزاج آتش وآب برای مسدودان مثل سکنجبین بودے مفتّح افواه والباب
ومکبودان ازان بودے فرحت یاب. گویا من نخیل و اعناب. بمسافتهای بسیار
بعید از غریبان مبتلائے شدائد رفتے این خشم و عتاب. مرجو بودندے از عنایتها
وہم اسان ہم از خوف و عقاب۔

دراول بہار آمیختہ و سرشتہ تا چہل روز داشتم در نموذ آفتاب
مستطاب. از رائحہ
روح پرور آن بسے شد بدمست خراب واکنون این دوا کدام مرکب و معقوم اکثرے افتا
دند در ترتیب و تاب موجب اختلاف امراض و مزاج سن اطفال و شیخ و شباب. چندے کشتند
بسوئے محراب وچندے یافتند لب و لباب. چندے شدند نواب وچندے در خراب۔
اگر خواص تریاقیت در آن نبودے برزبان ہمہ ورد شدے یا لیتنی کنت تراب. در موجودات
ومخلوقات رونما شد انقلاب. این است مسئلہ لاجواب. سبحان العلی الوہاب. چون آن
صدر کتاب پوشیدہ شد زیر جلا سحاب. شروع شد برسرم باران بلیات بے حساب
حملہ ہای گوناگون چنان کرد کہ از سرم شد سیلاب. واز مصائب و آفات بوقلموں
شد مبتلا و مصاب۔ در زلف پریشان خوبان کہ نقاب عنبرین است چون دست
زدم و پوشیدم جامہ ہای سلاب۔ در ظلمت آن تاریکها و برقی ہای سیر رفتار کہ مترج
است بشداید و آلام ہمہ موجودات خصوصًا برای خاصان و اصحاب. در شکنج
شکنهای پیچ پیچ سیحون و سرنگوم چون جناب. از آتش بے دود سموم
غموم بریان گشتم چون کباب. اگرچہ در ظلمات آب حیات است و محیط و در

نایاب ۔ و حبابِ آں علیٰ اللہ دام برافق ملکوت تابندہ و درخشندہ چوں کواکب
شہاب ۔ ہر کہ در ظلمات باید گوہر آب

فہمیدم کلام سعدی شیرازی تا تریاق از عراق آوردہ

شود مار گزیدہ باشد چون قراضہ مذاب ، ہر چند کہ بہر سود دست و پا زدم نماندم
کامیاب ۔ سر بسر گشتم در ندم و گریہ ہا کردم بر جہرام مثل یو البشر روان شدہ و جوی آب
آں آب ہم در تحو ضے جمع گشتہ نظر کردم ندیدم الا سراب ۔ ربنا اکشف عنا العذاب
ای کاش خوبان سنگدلاں را ازیں جو ہای تیز رفتار از سنگ خارا ہمتے برخاستے
یک جہانے شدے گوہر یاب ۔ یا مثل زمین تر شدے و مثمر گشتے از انار و عنب
و عناب ۔ و من فسرلفیتہ آں حسن گلاب ہم مستفید شدے و مستجاب ۔ بلکہ
علاوہ بر آں بر من مظلوم چشاں نظرے با وجود تربیت و پرورش گماشتے کہ
برگو سفنداں بوقت پرورش خیال و نظر قصاب ۔ و روی ایشاں بنظرم بودے
در شب رویا و خواب ۔ و مخالفاں دست درازاں و سخن چینان ہمچو یزیدیاں
کہ در کربلا بر حضرت حسین شہید رضا ابن بوتراب افتادند گویا یک جمع کلاب مدعیان
کذب و بہتان بہر بطالت صدق من تاختند آوردند مثل مسیلمہ کذاب در صحرائے بیکس
عطشان بغیر رفیقے و شفیقے با وجود سوال کسے ندادہ آب ۔ ورد زبانم ہر لحظہ بود ربنا اکشف
عنا العذاب ۔ چوں داغہا و نشانہای نظر تی پوست ماہی از غمزہ و رمز آں خوباں صد رکتاب
رمح و سہم پروردہ بہ تیزاب بر جسم من پروردہ شدہ از نقل و شراب جلا حہا
و زخم ہای خون چکاں برنگ شقایق و شراب و قتیکہ غمزہ و کرشمہ ازاں نازنیناں

بینم دل دیر فرحت و ابتهاج آید که شاید صیدم بدام آمد چون دید بگر سوگند مفهوم شود
که این هم بود نشکر زهر ناب - چون مرغ نیم بسمل بر زمین طپانم زمره ےکہ تشنہ شدے و نہ امتنام
حرکات انبساط و انقباض تا مسکن من شدے یک حفرہ تراب - تا آنکہ وا م مستیمے از ین
دار الحرب و حراب - ہر نامہ تنجیم زدم بر جبین دیدم زحل یدشیر برا سوار شاداب - و قران السعدین
از خوف آن تار تار گشتہ مانند رباب بر ہر قدمے طناب و بر ہر دمے شراب عتاب طفل
تیلہای عمزہ در مزہ چہ بود کیسہ فریبہای رو پہانہ نار حوزہ شراب - و وساوس
کہ در ضمیر ایشان آیند از شیاطین مقید بلعنت خراب دریں دار الحزن خراب - من
تشنہ مضطرب جیدآن شدمے بامید آب بنود الا سراب این شرح نکتہ ایست
از نکات محبادات این فقیر مہاجر و مہجور از صد کتاب - یا وجہ ... چنیں گرفتہای ناصواب -
گفتم مرض الحبیب ذبیب دل باز نیامد از شکر قند و گلاب - ہر لمحہ و ہر لحظہ بر درش دائم
قائم ماندہ حلقہ زنی را شغل بدستور داشتہ آن جمال بے مثال را بتفکر ملحوظ نظر داشتم بامید
نگاہے از ین ثواب - و بتفکر لوبان و بدل گویان مینیم از آن تو زر خرید غلام
حلقہ بگوش چہ رنجیدگی است قسم کہ دائم مانی رو یلوشش محب نواب -

حلقہ زن در درگاہ ما بجد خویش یا بند بزرگی و خطاب رہ محبت سستی و کاہلی از
پیش قدمی اہانت و عتاب - تو نمیدانی کہ و قار این الوقت است بمنزلہ قرآب -
نہ سیف برآن و خنجر با تاب . بزرگی چیست در امور خیر رفتن بشتاب -
دعوض محنت قلیل و محبت ناقص دوان ہمتا نزا حسن جلیل دیدن کے باشد
صواب - سعدی علیہ الرحمہ فرماید کہ -

نکوئی با بداں کردن چناں است
که بد کردن بجائے نیک مردان

بیضه را همه استعداد مرغان در وجود است اما مایکانی باید فشرده محرور که زیر سینه بگیرد بکمال محبت و استیعاب. تا وقتیکه از قشر سنگی برون آید بهمت ما در و اضطراب از استن حنان عصا بگیر بدست با کس محراب. یا بهمتا یی خود را بیند از که او از شمس شعاع و ضیاء کرده باشد اکتساب. تا که الی الوقت شده حکمران باشی برین آوان خراب. و سفینه خود را در محیطی انداز پس سوز شوی چون حسن ما در گل نیلوفر مدو بینی واو ز طیاں بر آر چون سیماب و حسن و لطافتی که از اخفاء به بیرون داشته ام و عکس جمال جمیل خود بظهور انداخته ام برای این بود که تو شناوری کنی در بحر محبت با خلاص و آداب و بوساطت و سالت عشق خود بجائے برسی که نایب موجود است درون برون نشینی نزد دو بهم نایب نواب. پس هر چه که خواهی یابی بی منت و بی حساب. و من از آن تو باشم و نواز ما و لطف انداز شوی از بوی وردی و خوی و روح گلاب. نزد تو مرکب تیز رفتار و راهوار موجود است با همه اسباب. چون اراده رکوب کنی و بر مرکب راکب شوی و پای نهی بر رکاب. آنگاه از حسن ما باشی کامران و کامیاب. و چون بر جا نشینی در مغفر مصاحب ما شوی تا در حضور تو باشم تو هم در سر در نباشی در حضور ما حاضر باش این است راه صواب. اگر از تفکر باز مانی با عدوان ما وقت عزیز صرف کنی خائن باشی نه این چون خر در وحل افتی و هم در گل آب و هم سزا اینکه بر سرت نزول کند النیب باشد و احق عذاب. لطف و عنایت ما را سبقت است بر غضب و عتاب باز آو بیا ما ئیم مانند ترنم در تار های سنطور و رباب. هر کس که بر آن زند از مضراب. نه بینم بر عصیان و ثواب. بر دل او طرب و طروب افزون کنیم با

سوز و گداز والتهاب۔ علم جوی بہمت علوی نبوی نزد ما است جامع العلوم کتاب فراغت خواہی مہیا کنیم ہمہ آلات و اسباب ودیعت را نگہدار چند روز زیست ایں شورش غفلت و خواب عاشقاں ثابت قدم ستمدیدہ کان امانت والم مثل گوی اندو عشق مانند چوگاں بہر سو میدانند نگوینده ہیچ جواب۔ چوں برق و کرشمہ ہا است نزد ایشاں جور و جفای مخالفاں و احزاب تیز رفتار ند چوں پیک تیز گام۔ و ہر دم شعلہ جنون را فروغ دہند با صد التہاب۔ در مہلکہ یا دوند و روند مثل بے عقل و دواب۔ بہر حال تفکر و تخیل عکس ملامہ ہر دم و ہر قدم شمار رفقا و اصحاب۔

فقیر جانباز} حریفاں و رقیباں مست اند عیش و عشرت و نقل و شراب برہ یا بی شیشہ ای بریاں کنند بر منقل یا میخورند نان و کباب و طعامہای گوداب۔ وگاہے بہ تعمق در حسن تو نکنند نگاہ مستطاب در مکتب محبت و اخلاص بہ تامل نکروند درس کتاب از آب حیا تیکہ از جلوہ تو ترشح میکند فراموشی و خاموشی کردہ اند اکتساب با ایں ہمہ ایشاں را ہیچ آفت و غم و صد مہ و الم نیست برابر سر درباب۔ و رنگ چہرہ ایشاں گلگوں بنو شیدن گل و گلاب۔ اگر از چہرہ خود محاسن را باستره صاف نکردندے رنگین و ملون بودے بخضاب۔ دریں زمان اٹم بم و توپ و تفنگ اگر بنو زندے دادندے دعوی افراسیاب۔ تاہم شرم نمیدارند کردن دعوای آن اصلاب یا ہمہ تخیلات و تفکرات بسوی کوی تو سرابتشد دات و تصرفات آزمائی و امتحان میکنی ای صدر کتاب۔ و از صعوبت اسفارم غائب شد رطوبت اصلیہ و غالب است یبوست و نصیب چہرہ ام صفرا واقع شدہ است و از قلت و بطلان دم احمر مترشح است از چشماں نم مزرد آب۔ بادہ خلاصیم از بن ہیچ

و تاب یابدہ وصل بر خوبی و صواب۔ و ناظراں صفرۂ چہرہ ام پندارند عفت و ثواب

رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ ط

درس جہان منظم بہ تنظیم غیر منتظم سر لیست و حکمتے است از خالق
و تاب ۔ مقتضے است کہ قوانین کائنات مرکب کردہ است در حفاظت و نباب
و مرا توکیل کارہا است کہ از تقالیب از نتیجہ حصول مقصود و اتمام و انجام مطلوب
و ترقیم است بر تخت حساب مشاہدہ و ملاحظۂ افعال و اقوال انسان متضاد البیان
ضرورت است کہ کارہای فطرتی نوع بنی آدم با وجود فہم و فراست چہ سان باشند
در راہ عذاب و ثواب ۔ و تاب تحمل مستمندان و ثروت و نمول و تحمل متمولان دیدنی است و
عندہٗ ام الکتاب ۔ ہر کسے را در حد خود بر آلام و اسقام انسکاب اگرچہ باشند بلند و بالا انساب
در خلقت انسان مقصدے واحد است از وجود متضاد الانساب ۔ و تاثرات متضادہ عناصر اربعہ
را انتہاب و بقوت حیات ارواح مقدسہ قدسیہ و ہیولیہ رسند بدرجہ اولوالالباب ۔ ہر کسے کہ خمیر فروشی
کند و باوصاف حیوانی متصف شود باید کہ او لقمہ شود بدرندگان ذوانیاب نفس پر در از آن
این مقصد از دست رحمت و دل ایشان شود منجلاب ۔ و غرض و غایت ازلی این است کہ اشرف ا
لمخلوقات انسان را از فطرت و اختیار خود چہ سان رود درین جہان پر پیچ و تاب و این انسان با جنس
خود چہ سلیقہ و سلوک بدل رواداری باید جای مثاب ۔ مختصر این ہفت خانہ دنیای متضاد بر حکمتہا
و اسرار ہا مبنی است فہم بشر از آن قاصر است لازم است کہ پیروی بر احکام چار امطر لاب ــــ
سر مخفی است بر ضمیر و فطرت ہر کسے واقف بر خصلت دواب این است مسئلہ لاجواب ۔ از ہر امور
بہتر و افضل اینست ہر لحظہ ہمانی با عجز و نیاز سر بسجدہ بدرگاہ تو آب ۔ افنا و وجود بر عیوب
و دشمنی یوسف یعقوب شود تا وقتیکہ از شد اند زمانہ شود ہی عصاب پیند تا از منذف نداف

مو بمو تار تار لنفود کے شود و لایق دیبا و سنجاب ۔ نفس چوں مطمئن شود پس تفکر ت رہبر است براسرار و اشہاد ثواب ۔ اگرچہ انتہای راز بنیابی و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۔ تاہم قلیلے درباب این است مسئلہ لاجواب این فقیر جانبار اکنون بشنو کہ تو بر گلاب و قند مایہ تیقن کامل مے یوئی بیشک تو داری عاشق لاثانی لاجواب مگر چند انکہ اشعہ و لمعات آنہا در تو سپردہ است از وہیب وہاب نہ بر سبیل اکتساب آنرا انشناختہ (مسودہ سے بہ سبب نا سمجھی یہ الفاظ نہ ملے) پس ازاں بسہولت باشد فتح الباب ۔ پس بہر کار پروازاں میباشیم کار آب بدیں وجہ ذوق والیق اینست کہ تو اولا در خود یابی قند و گلاب والیہ المرجع والمآب ۔

داہروال بیدلانرا چوں در آغاز جلوہ نمائی بعد ازاں روپوشی زیر نقاب اندریں فعل عجیب چہ نکتہائے اعاجیب و اعجاب ۔ فرض گیتم کہ آزمائی و امتحان میکنی مگر حسنیکہ قدم داز ل اورا باشد منصور و حجاب این بشر حقیر و ضعیف را کہ حدیث و حدوث اوست ازاں حسن الطف و اشرف چہ قدر اعتبار و ایجاب چہ آنہ ماید ذرہ بیمقدار را آفتاب عالم تاب ۔ اگر دریں مصلحتے نیکو باشد تاہم شاید و بایستے کہ تا مدت قلیل آزمودہ شود ساب در عین شباب ۔ ای ہمنشیں نواب صدر کتاب پر تو نہ شیخوخیت و پیری را راہ دارد نہ فنا نہ حساب ۔ این عمر گرانمایہ ما قصیر و قلیل باوجود این از شبابیت بشیخوخیت باختلاف زمانہ و انقلاب ۔ واز شیخوخیت بہ نشیب تراب از عدم آمدہ بعدم رویم چوں برف آب ای حسن شباب ترا بالوان مختلفہ و متعددہ قیام و ثبات است و اعراب ۔ ما ہمہ تو فریفتہ و گرویدہ ایم خورہ افشاں (مسودہ سے بہ سبب بار یکی یہ الفاظ نہ پڑھے گئے)

در رہنمائی و منترہ واری از نتایج و عیوب و ناصوابی قبایح و دقایح ماموراتِ ابلیس و رنہ چہ بارادارہ و در دخل امور ثواب ۔ و آلہ و سبب برامور سیئہ و قبیحہ نفس امارہ است کہ بد فطرتاں راغب بداں شوند چوں درندہ گاں و کلاب ۔ خوباں جہاں از ارادت نفسانی متنفر اندو در کنار بہ برکت و بدولت توالیشاں از بدیہا کنند اجتناب ۔ در زمرہ خوباں است ۔ قابل امتحان نشوند و نہ مستحق تکالیف و عذاب ۔

منم از جو یبار جمال حقیقی سیراب ۔ و منور از انوار لایزال رب الارباب ۔ جاذب خوباں و رہنمائی سالکاں و ارباب ۔ و میکشم ایشاں را از ارتیاب و بر ہمہ جاذبیم ۔

بد فطرتاں و مصاحباں دیگر ہم جاذب اند و از نفس امارہ آنہا را انجذاب ۔ بوجہ مخالطت و مشابہت فطرت و طبیعت از ایشاں بسرعت متاثر شوند و تاثرم کمیاب از ارادت بدھوا و ہوس نفس و وساوس موکلاں آتش نفس شدند خائن و خاب ۔ بعوض افعال بد و جرائم و عصیاں بر وقت مقررہ چند خط سزا و عقاب خوباں و نیک فطرتانرا اگر تکالیف و مصائب رسند این وجود عنصری گوسالہ ایست چوں گوسالہ سامری یا کتا بیست پر از سحر ہاروت و ماروت یا طلسمے ہفت خانہ است کہ زلیخا از قفل یا و زنجیر بستہ کردہ است ہفت ابواب ۔ در یں ہفت خانہ یوسف مید است زیر نقاب یا در چاہ مظلم است آفتاب یا در ظلمات شکم ماہی یونس مقید است گویا در صدف دُر لیست نایاب از یں ہفت خانہ یوسف رابیروں کشتن است بشکستہ قفل ہای ابواب ۔ یونس را از شکم ماہی بدر آمدہ زیر سایہ کدو کشتن است صحت یاب ۔ کاریست صعب و دشوار کار زاریست یا رستم و اسفندیار و سہراب ۔ البتہ کسانیکہ در خوبی و بدی فطرت دُرست قریب یدرجہ مساویست برائے ایشاں

جیفر ہم مانند احباب۔ تر چو صیادان خیب و خایب بلکه از دوی صواب (مسوده سے بہ سبب
بار یکی بہ الفاظ ہر دو حصے سے ۵ ر ۶ تک)
صحبت و تربیت صالح و طالح گاہے بنجو تروتی جلوه بنمائیم چوں شیر محلو بر تشنگاں آب و گاہے لب سراب
و اشکال خراب۔

نمی بینی کہ تملا مینداینکه در ذہانت و بلادت بدرجه متوسط انداو ستادان ماہر فن گاہے
مینحو راند شیرین و حلوا و کباب۔ گاہے نمید ہند و رشقاب و قاب گاہے بچوب زنند حتی کہ
اجساد آنہا مجروح شوند و خوناب بہ نسبت سرشت خوب و زشت اوسط درجه آدمیان اکثر
اند بنا بران و درشتی و ملایمیت ہم داشتن برای ایشان بہترین لبوب و کباب و دیگر سو ایشان
را شیاطین مرجومان و گرگ ظالم و جو دارکان شیفته و فریفته کنند بدیدن اشکال و الوان منقلبه
و متغیره ما ہیچو خوبان خوشی الحان و جبائلہای طاق نشان شیطان و طلسم ہای گوناگون فرنگیان
و بحرص آز متاع و سامان این جہان کہ در اصل خروب اند خراب و بمنزلہ خوابیت غرق کہ دران
بینند اصلاحی رویا و تیناب در پے و دنبال اند حالانکه این ہمه نقش و نگار و حور یان کبک رفتار
سبزه زار و جو بیار خزان و بہار شگوفہ ہا و اثمار آیات و علامات ظہور جلوه حسن بے مثال
کردگار کہ بقدرت عجیب و بخیب مقتدر راست و نواب۔ تاکہ بنظر تعمق و تدبر و تخیل و تفکر درین
اشیاء موجودات داخل شده بہ بینند اسرار و انوار رب الارباب۔ بعضیا نرا بجای تطہر و تطیب
تزلزل و تذبذب در دل واقع شود و افتند در چرخاب و گرداب۔ در ظلمت قعر چاه محبوس داشتند
یوسف راہ و یونس را شکم ماہی تنگ تاب۔ و مایان ہیچو طبیبان محبت کیش و صلاح اندیش بر بالین
بیماری او نسخه نویس و مجاز جوب و خل آب۔ و سوداگرانیم از شہر بے شہرے نقال مال و منال از قعر چاه

منظلم بدلور رسن برآورنده یوسف پاهر رکاب بلند و بالا نراز شفقت بدر ویا در تنفیقم و رفیق و مقررهٔ ازل نایب مناب. مخلص مسیحوزنان و مخبر ایشان در بعد زمان - و بر تخت نت نشدهٔ فقیران بی سر و سامان در بلا دهای بیگانگان - دوست گیرنده و آشنا شده آنان که گرفته شده باشند در منشعب شعاب - و هم در منازل هفت خانه های طلسمی که بند کرده انداز کیود زنان چون قفل گران حاجب و بواب بل فاتح الواب و با مایار شوند صاحبان اولوالالباب برای نصرت و اعانت ایشان برایشان شوند جالب و جلاب - حتی که بخیال و هم نشین در زمره آنها شوند با ثوب ثیاب -

ای جان من بر تو خیال نظرے دارم که تو حسن تاب - هر چه که بر من از دشوار بهار رسد گاهے هر زمانه منسوب کنم گاهے بفلک افراگاهے بسزای جرائم و گاهے بکم فهمی بدان

(یہاں عبارت پڑھنے سے رہ گئی)

باین همه صحت وجوه باس نکته میکنم که هر چه که در محبت و عشق تو رسد منتها، قاضی قضا و از ازل است در احتساب در همه صورت بر من زیوری است از زرنایے و از ریشم و پشمینه ام دیبا ئیت ولبس ثیاب تسلیم و رضاست بر آن مگر خلاف القاق این زمانه ناهنجار بدانند و نخوانند این کتاب و خطاب. سگ کوچه لیلی را بعیوب و نقائص مے شمارند نه جنون پر فنون - و بضرب سخنان خنجر دار و سیف بران آبدار دل ما را فکند در تلاطم و انقلاب - بروغن خور دل گر به چندان زخم بر جگر نبود - لیکن دم جبنا یندن او ذبح کند چون جلاد و قصاب - و سینه از نیم و حصب مے شود پر التهاب چکنم بیارای خاموشی و نه یارای جواب بهتر است پرده کشیدن جلباب چنان شرمنده و خجلم که گویم که تنها بنشینم در حصارے یا غائب در غاب - و هم کس حقیر شمرنده

وآوردان بعضی غنان بمقابله برروی آب۔ وبعضی غائبانه در غیبت افتند چون بر لحم جوزه کرگس و غراب۔ بهتر و خوشتر غیبت دائم از مدح واز غیض و غضب ناجنسان

(به سبب باریکی یه الفاظ پڑھنے سے رہ گئے) وہم خیالان بادہ یا خوردہ رفتند

خواهم که بنشینم در کتاب حالات برخاک صریح فاریاب و تصحیح الفاظهای تقسیم

خود کنم از ابونصر در فاریاب۔ در حق پیران موسفید و شنیجان خلو دلهانقص چشیده معیوب و کریهه

است۔ سخنان کم تجربه شاب ناپسند و ناگوار است طعنهای آنان که خود افتاده اند بهوا و هوس

نفس ظالم در ورطه چرخاب در حوض تیر سا همت الغیب را انداخته مست و مدهوش

انداز نوشیدن شراب۔ بر و بری حبائل الشیاطین ملعون و خراب و عیوب نامعدود خود

را اوصاف جمیله شمارند در حساب و در کتاب جیرانیم خاموشم ای حسن شباب۔

راهی نما که رندانه در آیم در میخانه متواتر نوشم اقداح و جام های گل گلاب یا چاره کن مناسب

و عین صواب تار ها تسوم از مجروح شدن منقارهای غراب۔ ربنا اکشف عنا العذاب

نرجو رحمتک و نخشی من الغضب والعتاب۔ ای صدر کتاب توئی لب لباب توئی زیب

این جهان غنچه و آب و ذریعه وصل نائب ونواب۔ ای تشنه بی تاب تراشکوه هاست

از دوران فلک دولاب۔ حق انیست که دور از منه منظوم است به تنظیم سبع سیاره و اقطاب

از اختلاف سیر آنها اختلاف خواص و تاثیرات بر همه اصحاب و مخالفان هم ترا بی شمار اندو

بی حساب۔ بر سر توئی آیند آفات و بلیات و مذمت و ملامت و انقلاب۔ اگر خواهی که تو

بر اصل حقیقت خود واقف و آگاه شوی اینک در یاب از چهار عناصر مختلف الطبائع وجود

تو بظهور پیوسته است۔ از اختلاف آنها در هر عیوب و نقائص بی شمار موجود اند چون خنظل

وحاب- ارادت نفس اماره بران عیوب موقوف اند ازان ارادت وخواهشات نفس
مقبل همه بنی آدم بر نقش ونگار فریب کاری دنیا فریفته شده غافل شوند مرتکب معاصی
شده از اصل اصول وکارهای مقبول شوند رسته باب بدین وجه از خلد برین بدر آمد و باسفل سافلین
رانده شد صائب وصاحب سلاب اثرین بد فعلی و بد فطرتی ماحول تو شود خراب- مخالفان و
سیاره گان وغیره همه توابع اند آنها چه آید البته بر فطرت خود کن حساب - در روح
که جوهر قدسی است در وجود تو ودیعت است باوجود عقل وفهم وادراک برای شناختن
ومعرفت رب الارباب بوساطت آن جوهر قدسی در سجن این قفس عنصری پائمال کرده است
بلکه قتل کرده است بدست خود همچو رستم زال که قاتل سهراب- تقلید جو بر رویان ضبیح وملیح
کردها ملامت وعمل بران نموده بعید ماند از صباحت وملاحت وطیب ولهاب وخالی ماند
چون جام گرداب کلباً علی وجهه چون سواران آب پس بکمال حکمت وحذاقت معالج
او مے شویم بعلاج ضیق معشیت ومهمات وصعوبت تا آنکه خسته وشکسته شود چون کشته سیماب
قابل ولائق شود بعد ازین چنان داروئے که از درون وبیرون برای امراض خبیثه مزمنه شود بدرجه
اتم کامیاب همه کس شمارند شش سر حساب- از دست ظالمان مظلوم واز خلیگی غالبان مغلوب واز
مخالفت مخالفان مرعوب چنان شود که بعد ازان مستحکم وثابت قدم شود بصوب صواب وبر کمر بند
خود بند وشبر قلاب- پس ازان انوار واسرار جوهر حقیقی سمائی ازو شوند زیاب کل آناء
یترشح بما فیه انبیت اصل مراد ولب لباب- در خلقت تنظیم عنبر منتظم عند ملک الوهاب والله اعلم
بالصواب این همه لطائف ونکات در دو سخن نادره ونایاب بگویم آنرا دریاب- چهارم رغ و
جودی را اول همچو خلیل کبشه مقبول کرده [illegible] ایشانرا

حضرت حیّ و قیوم دوباره زنده کند بدیگر انواع و اسباب از چهار مرغان ابراهیم یکے کبوتر بود۔ واز کبوتر وجود می مدعا اینست که باعوام الناس مخالطت الفت بحدے داشتن که در امور دنیا بهمه حواس مشغول و مصروف و در کلام های فضول و بیهوده اوقات عزیزه و انفاس غریبه ضائع کردن و دنیا موختن آداب و فراموش کردن ذکر واجب الوجود بقلب و روح و نداشتن الفت و محبت رہنمائی ذی جود باسوز و گداز و التهاب، هر کسیکه راه سکوت بماسود نه پیمود افتاده کالانعام در پرورش وجود پیچیده شد در لبلاب مرغ دوم خروس بود مراد از آن شهوت چون خروس و تور و دواب و کلاب۔ هر کسانیکه فنائی الفرج باشند و راعی و مائل زنان شوند خیالات او منتشر و پراگنده در این خیالات ناصواب۔ بطرف ذکر و اذکار راجع نشود حتی المقدور اگر کند نماند کامیاب بلکه اگر بوقتے مشغول ذکر شود ابلیس به تیر لطغیان و سیلاب مختصر شهوت آفتے است خیالات را منتشر (ہنس پڑھا تیں) بهمه وجوه در دعوای ذکر الله است کذاب اگر کسے را میسر شود بهتر است که او کتخدا نکاح ماطاب هر کسے را که بوجه غربت و افلاس دست ندهد چون از صبر و شکیبائی بر نفس قابو کرده رغبت دارد بصواب مجتهد لیست بر و فائق شود هم صواب۔ چو المز دبیت کراز عاملان و کریمان و غازیان بلند بالا نزشیخ یابے ما این صبر و شکیبائی چون ذاکر باشد بر روح و بیز یان و دل منکسر در توبه دایاب۔ بے شک لاریب که او باشد در جمع زمره اولو الباب۔ آن کسانیکه قابو نکنند شهوت خود را ایشان افتادند در تباب و الیاب۔ تا وقتیکه این خروس را ذبح نکنی و بے نبری در هیچ صورت ترا نیاشد فتح یابے در راه صواب مرغ سیوم طاؤس بود که به نقش و نگار خود بر دیگران فاخر است یه بس ملس توب و ثیاب در وجود بشر هم این مور موجود دارد که از آن نخره و ناز میکند و غرور و فخر و جاه و حشم و حشمت را در دست دارد باعیب داعجاب

ای متکبر و مغرور بفخر و مرح مرا است عبور و مرور یاد آر و لا تمش فی الارض مرحا برایں عمر ناپائدار که هست بمنزله حباب چه جائے ناز است و برایں دولت و حشم چه تکیه ترا است که سکندر باوجود آں چناں ملک و شجاعت دست کشاده گشت بتراب - به بین که پایهای آن خجل و زشت اند چوں برآں نظر انداز و شرمنده و رسوا شود در جیب الباب - و هر صیاد برای صید کردن آن طاؤس چوں باد به پشه و عنکبوت بد یاب شیاطین برایں کسان فاخر و مغرور و بجارت مشهور بحبائل و رسنها جاذب و حیلآت تا ایں طاؤس را نکشتی و برپا های فاخره نگسلی عمر جاودانی و عیش و عشرت ابدی بیاد دادی به بدل چند روز و چند اشیاء فانی ناپائدار و خراب وایں دنیاء دنی بر تو شود لنزج و لزاب - مرغ چهارم زاغ است در درو حرص و طمع چناں مرکوز و کائن است که در دنیا لا تانی از خراب او درین صفت مشهور و معروف است هر انسانیکه حریص و طامع باشد کم نیست از غراب همه بدیها و سیئات را منزله بینج است - درخت خار دار خود در آب دهد چون شراب و ثمر تن همیشه مثل حنظل و خراب - ای بشر تا تو ایں درخت را بیخ کنی نرگسی در طاعت و عبادات اگر لیعلوا اعلے رسی در قعر زمین برآرد و برا عمال تو شود چوں تن نگار رماد ابر کشتن ایں چهار مرغان چند ابیات مولانا رومی بنویسیم از آنها اصل مقصد دریاب -

چار وصف است ایں بشر را دل فشار	چار میخ عقل گشته ایں چهار
تو خلیل وقتی ای خورشید هش	ایں چهار اطیار رهزن را بکش
زاں که هر مرغے ازاینها زاغ وش	هست عقل عاقلانرا دیده کش
چار وصف تن چو مرغان خلیل	بسمل ایشاں دهد جاں را سبیل

اے خلیل اندر خلاص نیک و بد
سر ببر شان تا رہد پاہا ز سد

کل توی و جملہ گان اجزاء تو۔
بر کشا پا کہ ہست شان پائی تو

از توی عالم روح زاری مے شود
پشت صد لشکر سواری مے شود

زانکہ ایں تن شد مقام چار جو
نام شاں شد چار مرغ فتنہ جو

خلق راگر زندگی خواہی ابد۔
سر ببر زیں چار مرغ شوم بد

باز شان زندہ کن از نوع دگر
کہ نباشد بعد ازاں زایشان ضرر

چار مرغ معنوی راہ زن
کردہ اند اندر دل خلقان وطن

چون امیر جملۂ دل ہا شوی
اندریں دوراں خلیفہ حق توئی

سر ببر ایں چار مرغ زندہ را
سرمدی کن عمر ناپائیدار را

(مسودہ سے بہ سبب باریکی یہ الفاظ پڑھنے سے رہ گئے)

بط حرص است و خروس آن شہوت است
جاہ چوں طاؤس و زاغ امنیت است

بط حرص آمد کہ نوکش در زمین
در تر و در خشک ہم جوید دفین

یک زماں بنود معطل آن گلو
نشنود از امر جز حکم کلو۔

ہیچو یغماچی کہ خانہ مے کند
زور زود انبان خود پر میکند

اندر انباں بے فشار دنیک و بد
دانہ ہای در و حبات نخود

تا مبادا یاغئی آید دگر۔
مے فشارد در جوال او خشک و تر

سخن دوم ۔ ا یہ چوں انسان عیوب وجود خود را بمیر اند یعنی کالعدم سازد بعد ازیں ایشاں را بطریق احسن سر نو زندہ کردن است ایں ہر دو خیالات و دو پہلو وانفیل مو بمو بصاف طور از مولوی یا کتب یا کتاب موصوف

شدن بصفات این فضائل حیات ابدی لازم و واجب است اینک در باب حکمت
شجاعت عفت عدالت تقسیم اقسام آنها باین طور در کتاب حکمت بر دو قسم است یکی قوت نظری یعنی
علمی وآن ادراک حقائق اشیاء است بقدر طاقت بشری ایکه ثمرا است عطا عقل و فہم و ادراک
از حکم و بابت ثابت ختن حضرت واجب الوجود که مطلوب حقیقی است رسد موصوف شود اصل
مقصود از خلقت این خاکی نسبت اشرف المخلوقات این است که شوند طلاب - دوم قوت عملی وآن
قیام کردن است با فعال و کارہای نیکو تا که نفس باخلاق حمیده و پسندیده کسب ایجاب -
پس حکمت را چہار نوع است اول ذکای که از بسیاری که ادراک نفس ناطقه چنان قوی شود
کہ استنباط نتائج از مقدمات بحیرد توجه نخواہد کرد باعانت و امداد علوم و ریاضت و مقرب اصحاب
دوم صفائی ذہن وآن ملکۂ استعداد استخراج مطلوب است بی تشویش و اضطراب سیوم
حسن تعقل وآن صیانت است از سہو و خطاء غفلت و خواب چہارم تحفظ وآن چنان است
کہ صور معقوله و محسوسه را نیکو ضبط نماید تا در وقت احتیاج ملاحظه آن باسانی آید در حضور
از غیاب - دوم شجاعت که انبعاث قوت غضبی است که نفس
ناطقه را در مہالک و مخافت سست نماید شش قسم است اول کبر نفس وآن قیام کردن
نفس ناطقه است در کارہای بزرگ و براحتی و شفقتی که در ضمن آن رو نماید بدان نکند الفت
و ایجاب دوم علو ہمت که نفس ناطقه را در طلب ذکر جمیل و کمالات انسانی مکاره این
جہان ملحوظ نظر اعتبار نباشد - از حصول کمالات غرور نپذیرد ازید لعجائبات
دنیا بیند بنظر نفرت و ناصواب سیوم حلم یعنی ثبات و استقامت ہنگام غضب
در مشاہده امور نا ملائم نکردن سبکساری و اضطراب - چہارم تواضع یعنی

خود را نمیدانند و نشمرد بر کسانیکه در جاه و فضیلت از وکمتر باشند مرتبی و فاضل و مرآب۔ امابشرط اعتدال کہ نزد عاقلاں باشد پسند و صواب۔ پنجم حمیت و آن حفظ احکام شریعت و محافظت حرمت خود از امور نالائق و حرمت احباب۔ ششم رقت یعنے نرم دلی و شفقت (مسودہ میں بہ سبب باریکی کے الفاظ پڑھے نہ جا سکے)

احوال و اقوال پدید آید اضطراب۔ نوع سیوم عفت او آنست کہ شہوت مطیع نفس ناطقہ شود تا تصرف او بحسب اقتضای عقل باشد در امور صواب۔ ایں را ہفت قسم است اوّل حیاء کہ ملاحظ از افعال قبیحہ و احتراز نمودن از الم پشیمانی و لحاظ استخفاف کہ در ضمن آن حاصل آید۔ دوم حسن ابتدای یعنے راغب بودن در حصول فضائل باکتساب حتے المقدور کوشش کردن و مدد نمودن اقرباء را در دفع مکارہ دیباب۔ سیوم صبر و آں ضبط کردن قوای نفسانی از لذات قبیحہ از روی قدرت و اختیار تا نشود منکوب و الیاب بعضے صبر را دو قسم کردہ اند۔ یکے صبر از مطلوب دوم بر مطلوب چہارم قناعت و آنچنان بود کہ نفس کار مأکول و ملبوس را سہل فراگرفتہ بہماں قدر کہ سد ضرورت او کند از ہر جنس کہ باشد اقتصار کردہ تنظر دارد بر اغتراب از متمول متمولان اقتضا پنجم وقار و آں اطمینان نفس است در تحصیل مطلوبات و احتراز از شتاب۔ ششم خیریت و آن مکنت مال است و وصول بر سبیل پسندیدہ و باکتساب و صرف مال بوجوہ الیق و انسب کہ موافق حکمت و شریعت باشد مطابق کلام رب الارباب

هفتم سخاوت و آن ملکهٔ صرف کردن است باسانی در مراعات مسکینان و
محتاجان بر وجه اعتدال و صواب - و ملاحظهٔ مصرف استحقاق و منصب
نصاب - چهارم عدالت او آنست که این همه قوتها با یکدیگر اتفاق
کنند و قوت ممیزه را امتثال نمایند تا اثر انصاف از و بظهور
آیند چون آفتاب و کواکب شهاب پنج قسم است اول
صداقت و آن دوستی صادق است بر وجه که هر چه در حق خود خواهند آنرا هم
پسند دراند بر احباب و اتراب و آنچه بر خود پسند نکنند بر ایشان هم ندانند روا و
صواب دوم وفا و آن جوانمردی است با طبقات بنی نوع خصوصاً با قارب مصاب و این
راصلهٔ رحم گویند - سیوم تسلیم و آن چنان بود که باحکام الهی و نوامیس شرعی و اوضاع نبوی
رضا دهد و بحسن قبول تلقی نماید اگرچه بر طبع او باشد و صعب التعاب چهارم عبادت و آن بجا
آوردن فرائض و واجبات بدرگاه تواب پنجم توکل و آن چنان بود که درستی کار خود بخدا
سپارد و توکیل بنعم الوکیل نموده خیالات سعی خود نماید و تائید غیر بداند چون میزاب و
نقاب الموفق و المعین الا احسن العبادة و الطاعة هو الله الوهاب. مقصد کلی اینست که
اخلاق مذمومه وجود را فنا کرده القای اخلاق حسنه کردن است هر کسیکه برین امور
مستقیم ماند استوار شد آرزو گشت از تغیب لغاب و نقب نقاب یقیناً مشام او
مطیب شود روزے بروایح طیبه باشد طیب و طاب. و هر وقت در نظر او باشد
صدر کتاب بمنزلهٔ محراب و ما علینا الا البلاغ -
فقیر زبرکی این زمان فروش و مخزن که نرم محبت برد بهان معین نشده است

در علم تصوف روبهی این است. که کسیکه از صفات بدر آمده در ذات رفت محو در ان شد و بروح پیوست. از اوراد لسانی منقطع شد. بعد از ان بصفات مراجعت کردن عین معیوب و مکروه است باشد منکوب و بیاب رضا بر قضا بودن بهتر افضل در انسان است فتح یاب. نظر بر حالات زمانه انکنده روبهی انیست که گندم نما و جو فروش شدن شیخ زو شیطانی و شبادی نمودن جمع مال و منال و طمع افزودن و جاه و جلال کردن بزبان درازی و مکر و حیله و فریب ساده لوحانرا نقصان رسانیدن برایشانراست از قهار و جبار عتاب و غضب و اشد العذاب. ایشانند کالانعام بل هم اضل روزے شوند لقمهٔ درندگان ذو اینآب. ربنا اکشف عنا العذاب.

برای درویشان فقیران روبه مزاج این زمان و زاهدان کذاب و فریب بازان و زبان درازان و مکاران و آنانکه برای خون آشامی غریبان تگ و پو کنند چون کلاب.

چند ابیات حضرت مولنا علیه الرحمه درج کنم
سخن سنجان الباب خود نتیجه اش برآرند والله اعلم بالصواب

روبهان زیرک آخر زمان — برفزوده خویش بر پیشنیان
حیله آموزان جگرها سوخته — فعلها و مکرها آموخته

صبر و ایثار و سخای نفس و جود / یا ز داده کان بود اکسیر سود

فکر آن باشد که بکشاید رہے / راه آن باشد که پیش آید شہے

بس کسانرا آن سلح بستن بکست / بے رجولیت چنان تیغے بمشت

گر بپوشی تو سلاح رستمان / رفت جانت چون نباشی مرد آن

آن سلاحت حیله و مکر تواست / هم ز تو زائید و هم جان تو خست

حکمت دنیا فزاید ظن و شک / حکمت دینی برد فوق فلک

چون مبارک نیست بر تو این علوم / خویشتن گولی کن و بگذر ز شوم

چون ملائک گو که لا علم لنا / یا الهی غیر ما علمتنا

ای فقیر جانباز در سلک سلوک آمدی اما با اضطراب و شتاب.
این کاریست که بر آید به تامل و تانی و تاب. هر چند که خود را اصلاح کنی
یقین کامل داری راز های مخفی را اخفاء کنی در هر صورت باشی کامیاب.
در محفل ها با سرور و فرحت و اطمینان علی الدوام مانی بے شک و ارتیاب.
حوریست با کمال جمال قند و گلاب، خلد بینت با همه طرب وصال قند و گلاب،
خوش باش مراعات رهروان کوی مانند ما صد چند است با صواب ولا نضیع
اجر المحسنین

راز دانان همه دانند چه قند و چه گلاب / نے شکر راست حجاب وی گل صد کتاب

بلبلا نغمه کن و باد خزان را بفروش / در نظر آر که غنچه به هر جلوه و تاب